

وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علمبردار

پندرہ روزہ

# السُّنَّةُ

گوجرانوالہ

زیر سرپرستی:

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

زیر ادارت:

ابوعمار زاہد الراشدی

الشرعیۃ ا카데미  
مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

## عالم اسلام، مغربی ممالک اور کوئی عنان

لندن (سٹاف رپورٹر) اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوئی عنان نے مسلمان اور مغربی اقوام سے کہا ہے کہ وہ ایک نیا "عالمی ضابطہ اخلاق" اپنائیں تاکہ مختلف ثقافتیں مل جل کر باہمی اختلافات ختم کر کے مفاہمت کے پل تعمیر کر سکیں۔ آکسفورڈ سنسٹور فار اسلامک سٹڈیز میں خطاب کرتے ہوئے کوئی عنان نے ایرانی صدر محمد خاتمی کی طرف سے اسلام اور مغرب کے درمیان ڈائیلگ کے مطالبہ کو سراہا اور کہا کہ دو تہذیبوں کے درمیان رابطہ "باہمی احترام کے ساتھ ڈائیلگ" کی صورت میں ہونا چاہیے۔ ہمیں دنیا کے ہر ریجن میں مختلف روایات کے وجود کو تسلیم کرنا بلکہ فروغ دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں اور مغرب کے درمیان تقسیم قوموں کے درمیان ایک واضح ثقافتی تنازع ہے جو مسلمانوں میں اس تلخی کا باعث ہے کہ مغربی طاقتیں ان کے ساتھ زیادتی کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا آج نو آبادیاتی نظام ختم ہو گیا ہے لیکن مسلمان اب بھی پاور پالیٹکس میں مغرب کے ساتھ عدم مساوات کی بنا پر ناراض ہیں۔ ان کی ناراضگی فلسطینیوں کے ساتھ غیر منصفانہ رویہ اور حالیہ دنوں میں سابق یوگوسلاویہ میں مسلمانوں پر مظالم سے اور بھی بڑھی ہے۔ دنیا کو مسلمانوں کی اپنے مذہب اور ثقافت کے احترام کی خواہشات پر توجہ دینا ہوگی۔ لیکن احترام فوجی طاقت سے نہیں کرایا جاسکتا۔ جدید معاشرے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں جبکہ جدید ہتھیار بہت تباہی پھیلا سکتے ہیں۔ کوئی عنان نے کہا کہ مغربی ملکوں میں لاکھوں مسلمان آباد ہیں جبکہ ان کی ثقافت بھی ساتھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات اہم ہے کہ جہاں بھی ہو سکے، ہم مختلف ثقافتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ تہذیبوں کے درمیان ڈائیلگ معاشروں کے اندر اور ان کے درمیان ہونا چاہیے اور یہ ڈائیلگ باہمی احترام کو ہو۔

(روزنامہ جنگ لندن ۳۰ جون ۱۹۹۹ء)

## خلیج عرب، امریکی افواج اور جنرل ضیاء الحق مرحوم

صدر جنرل ضیاء الحق نے کویت میں عرب سربراہوں سے اپنی نجی ملاقاتوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ بات کہی جس کا آج کی صورتحال سے گہرا تعلق ہے اور جسے میں نے تاریخ کی گواہی قرار دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عرب ممالک کو اندیشہ ہے کہ عراق (ایران جنگ میں) شکست کھا گیا تو ان سب کی سلامتی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ کویت، بحرین، قطر، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سب زد میں آجائیں گے۔ انہوں نے ایک جنرل کی حیثیت سے مجھ سے اپنی دفاعی حکمت عملی پر تہلولہ خیال کیا اور کچھ مشورے چاہے، بعض کا خیال تھا کہ ہم کیوں نہ اپنے ساحل پر امریکی، برطانوی اور فرانسیسی بحریہ کو سمولتیں فراہم کر دیں جن کا مطالبہ وہ ایک عرصے سے کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہمیں اپنے دفاع میں ان ممالک سے مدد ملے گی، بعض سربراہ امریکی اور یورپی ممالک کے بری اور فضائی دستے اپنے ہاں رکھنے کی سوچ رہے تھے۔ میں نے ان سب کو مشورہ دیا بلکہ متنبہ کیا کہ "خبردار! عرب ممالک کی حدود میں کسی امریکی یا یورپی سپاہی کو داخل نہ ہونے دینا۔ ان کی بری، بحری اور فضائی افواج کو اپنے علاقے سے دور رکھنا ورنہ تمہاری آزادی اور خود مختاری کی بساط الٹ جائے گی اور وہ مغربی طاقتیں جو ایک عرصہ سے اور بالخصوص شاہ فیصل کے ہاتھوں زخم کھانے کے بعد سے تیل کے اس علاقے پر حریصانہ نظریں جمائے ہوئے ہیں، یہاں اپنا قبضہ جمالینے کا موقع پالیں گے"

اسرائیل کے سرپرست یہاں آ بیٹھے تو فلسطین کی آزادی کے امکانات مزید معدوم ہو جائیں گے اور اسرائیل کی جارحانہ روش میں اور شدت آجائے گی۔ اکثر سربراہوں نے مجھ سے اتفاق کیا مگر ان کے اندر عدم تحفظ اور خوف زدگی کا احساس خاصا نمایاں تھا۔ میرا کہنا یہ تھا کہ مسلم دنیا اپنے دفاع کے اسباب و وسائل خود اپنے اندر سے پیدا کرے۔ خدا نے سیال دولت عطا کی ہے، اسے ٹھوس ملوی اور سائنسی صورت میں ڈھالنے کی ضرورت ہے اور جب تک ہم یہ منزل سر کریں، اس وقت تک صرف اتحاد کی قوت ہی دشمنوں سے تحفظ مہیا کر سکتی ہے۔

(ضیاء الحق شہید فاؤنڈیشن بریجنگم (برطانیہ) کے مطبوعہ کتابچہ "ضیاء الحق شہید" میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو نے ماخوذ)

زمرہ کوئی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر  
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

رہنما (نصرہ)

ابوعمار زاہد الراشدی

مدرسہ

حافظ محمد عمار خان ناصر

مدرسہ منتظم

عامر خان راشدی

پندرہ روزہ

# الشريعة

گوجرانوالہ

الشريعة اكاڊمی  
گوجرانوالہ  
کا  
ترجمان

شمارہ ۱۳-۱۵

۱۵- جولائی تا یکم اگست ۱۹۹۹ء

جلد ۱۰

## فہرست مضامین

- کلمہ حق ۳ رئیس التحریر
- قرآن و سنت اور ہمارا اجتماعی طرز عمل ۵ ابوعمار زاہد الراشدی
- مغربی ممالک میں درپیش بعض مسائل کے بارے میں فتاویٰ ۸
- کائنات میں غور و فکر اور معرفت ربانی ۱۱ پروفیسر عبد الماجد
- مجلد ”مباحث اسلامیہ“ کا اجراء ۱۳ مولانا سید نصیب علی شاہ
- متحدہ علماء بورڈ ابہام دور کرے ۱۶ مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج
- مولانا احمد صادق ڈیپائی اور مولانا ساجد عثمان کی رہائی ۱۹
- ڈاکٹر مائیکل براؤن کے ساتھ ایک نشست ۲۱ منزل سروردی
- جس کارواں ۲۲ ادارہ
- حالات و واقعات ۲۵ ابوعمار زاہد الراشدی
- غیر مفید خوراکیوں سے پیدا شدہ امراض ۲۶ ڈاکٹر محمد قاسم ضیاء

زمرہ مبادلہ

سالانہ ایک سو روپے

فی پرچہ پانچ روپے

بیرونی ممالک سے

دس امریکی ڈالر سالانہ

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد

پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ

فون و فیکس

0431-219663

ای میل

alsharia@paknet4.ptc.pk

ویب ایڈریس

http://www.ummah.net/al-sharia

نرخ نامہ اشتہارات

آخری صفحہ دو ہزار روپے

اندرونی صفحہ ٹائٹل پندرہ سو روپے

اندرونی صفحہ عام بارہ سو روپے

## بارہ ربیع الاول کو ساؤتھ آل میں المہاجرون ریلی

کھڑی بازو لہرا لہرا کر جہاد جہاد کے پر جوش نعرے لگا رہی تھیں جسے دیکھ کر میری آنکھوں سے بھی آنسو چھلک پڑے۔

برطانیہ کے روایتی دینی حلقوں کی مصلحتیں اور مجبوریاں میرے پیش نظر بھی ہیں لیکن جب یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ مغرب میں پیدا ہونے والے وہ مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے ہمیں کے ماحول میں پرورش پائی اور تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے، عالم اسلام کے اجتماعی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں، خلافت اور جہاد کے ساتھ بے لگج وابستگی کا اظہار کرتے ہیں، نماز، روزہ کے پابند ہیں، اپنے معاملات اور مسائل میں شیخ عمر سے پوچھ کر شرعی احکام پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، اسلام کے غلبہ و نفاذ کو اپنا مشن قرار دیتے ہیں اور دنیا کے کسی بھی حصے میں مسلمانوں کو مشکل اور تکلیف کا سامنا ہو یہ متعلقہ ملک کے سفارت خانے کے سامنے بینر لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو میرے لیے ان سے بے تعلق ہو جانا اور روایتی علماء کی طرح ان سے فاصلے پر رہنے کی کوشش کرنا ممکن نہیں رہتا اور شیخ عمر کی اس محنت پر بے ساختہ دوا دینے کو جی چاہتا ہے۔ ابھی چند روز پہلے ایک مجلس میں اس مسئلے پر چند دوستوں سے گفتگو ہو رہی تھی اور کچھ دوست اس بات کی شکایت کر رہے تھے کہ ”المہاجرون“ کے اس طرز عمل کی وجہ سے یہاں کے روایتی دینی اداروں کے لیے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں اور حکومتی اداروں کی نگرانی اور تجسس کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اس پر ایک صاحب نے کہا کہ یہ علماء کرام کے سوچنے کی بات ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ نوجوان جو آج کے عالمی حالات سے باخبر ہیں، اسلام اور کفر کے درمیان عالمی کشمکش کا منظر ان کے سامنے ہے، دنیا بھر میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی مشکلات و مصائب ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہیں اور جنہیں اپنی شب و روز کی زندگی میں مغرب کے جانبدارانہ، معاندانہ اور معصبانہ طرز عمل کا مسلسل سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ ہماری مساجد و مدارس کے روایتی دائرہ کار پر قناعت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جہاں عقائد و عبادات کے علاوہ کوئی اور بات کہنے اور سننے کی گنجائش نہیں ہے۔ ان نوجوانوں کی رگوں میں تازہ خون گردش کر رہا ہے، وہ اسلام اور کفر کی عالمی کشمکش میں کوئی نہ کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے علماء کرام اور روایتی دینی ادارے اگر شیخ عمر بکری اور ان جیسے دیگر پر جوش اور جذباتی منظر تھا۔ بالخصوص ساؤتھ نوجوان لڑکیوں سر سے پاؤں تک کھلے اور ڈھیلے لباس میں ملبوس جتنے کی شکل میں ایک طرف

۲۸ جون کو برمنگھم جانے کے لیے ایک بیجے کے لگ بھگ ابوبکر مسجد ساؤتھ آل براؤوے سے نکلا۔ مجھے اڑھائی وکٹوریہ کوچ سٹیشن سے بس پکڑنا تھی جس کی سیٹ دو روز قبل ریزرو کرائی تھی۔ خیال تھا کہ وقت پر پہنچ جاؤں گا مگر ساؤتھ آل براؤوے کے بس سٹاپ پر لوکل بس کے انتظار میں کھڑا تھا کہ ایک طرف سے اسلام زندہ بلا کے نعروں اور تلاوت قرآن کریم کی آواز کانوں میں پڑنے لگی۔ تعجب سے اوھر اوھر دیکھا کہ یہ آوازیں کدھر سے آ رہی ہیں؟ معلوم ہوا کہ ”المہاجرون“ کی ریلی ہے جو اس تنظیم نے اسلام کے تعارف کے لیے منعقد کی ہے۔ اس روز بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ برطانیہ بھر میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت یا سعادت کے حوالہ سے تقریبات ہو رہی تھیں اور میں بھی اسی لیے برمنگھم جا رہا تھا کہ اس روز وہاں موزلے کے علاقے کی مسجد حرمہ میں عصر کے بعد سیرت نبویؐ پر بیان تھا اور اس سے اگلے روز مدرسہ قائم العلوم واش وڈ پتھ کی سالانہ سیرت کانفرنس میں شریک ہونا تھا۔ اس پس منظر میں ”المہاجرون“ نے ساؤتھ آل میں ریلی کا اہتمام کیا جو براؤوے اور ساؤتھ روڈ کے کے مصروف بازاروں میں سے گزرتی ہوئی مرکزی جامع مسجد پر اختتام پذیر ہوئی۔

”المہاجرون“ کے بارے میں ان کالموں میں کئی بار ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ پر جوش اور جذباتی نوجوانوں کی تنظیم ہے جس کی قیادت شام کے جلا وطن عالم دین الشیخ عمر بکری محمد کر رہے ہیں اور اس میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ترکی، شام اور دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے نوجوان بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ ان میں اکثریت ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ہے جو یہاں برطانیہ میں پیدا ہوئے اور ہمیں پلے بڑھے۔ اسلام کے نام پر مختلف مواقع پر ریلیوں کا اہتمام کرنا، عالم اسلام کے اجتماعی مسائل مثلاً کشمیر، فلسطین، کوسوا اور یونینیا وغیرہ کے حوالہ سے سفارت خانوں کے سامنے مظاہرے کرنا اور میڈیا تک رسائی حاصل کر کے اسلام اور ملت اسلامیہ کے بارے میں پر جوش جذبات کا اظہار کرنا، ”المہاجرون“ کی امتیازی خصوصیت ہے جسے یہاں کے روایتی دینی حلقوں میں پسند نہیں کیا جاتا۔ ایک بار امریکی سفارت خانے کے سامنے خلیج عرب میں امریکی فوجوں کی موجودگی کے خلاف ”المہاجرون“ کی پر جوش ریلی میں شرکت کا مجھے بھی موقع ملا۔ بے حد جذباتی منظر تھا۔ بالخصوص ساؤتھ نوجوان لڑکیوں سر سے پاؤں تک کھلے اور ڈھیلے لباس میں ملبوس جتنے کی شکل میں ایک طرف

## قرآن و سنت کی تعلیمات اور ہمارا اجتماعی طرز عمل

۳ جون ۱۹۹۹ء کو شمالی لندن کی مرکزی جامع مسجد (فنس بری پارک) میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب

بلوچوں ان کے مطالبات کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور طرح طرح کے معجزات کی فرمائش کرتے رہتے تھے جن میں سے بعض فرمائشوں کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ہے۔

مثلاً ایک بار انہوں نے تقاضا کیا کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے سامنے آکر آپ کی نبوت کی شہادت دے یا کم از کم اللہ تعالیٰ کے فرشتے آکر ہمیں بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ایک موقع پر یہ تقاضا کیا کہ اگر آپ رسول خدا ہیں تو آپ کے آگے آگے فرشتوں کو ہونا چاہیے جو پر و نگوں ڈیوٹی دیں اور لوگوں کو خبردار کریں کہ اللہ کے نبی آرہے ہیں۔ ایک تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو مکہ مکرمہ میں آپ کا سونے کا محل ہونا چاہیے، انگور اور کھجور کا باغ ہونا چاہیے، نہریں اور چشمے ہونے چاہیں تا کہ لوگوں کو دور سے پتہ چلے کہ یہ پیغمبر کا ڈیرہ ہے۔ اسی طرح کفار مکہ کی ایک یہ فرمائش بھی قرآن پاک نے بیان کی ہے کہ آپ یہ کتاب جو تھوڑی تھوڑی کر کے ہمیں سناتے ہیں، اسے ہم نہیں ماننے۔ ہم تو اس کتاب کو مانیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خللی ہاتھ آسمان کی طرف چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے واپس آئیں تو آپ کے ہاتھ میں کتاب ہو، اس کتاب پر ہم ایمان لائیں گے۔

الغرض اس طرح کے بے گنے سوالات اور تقاضے مشرکین مکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہتے تھے۔ سورۃ العنکبوت کی جو دو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے انہی سوالات کا جواب دیا ہے اور جواب میں دو باتیں فرمائی ہیں۔ پہلے مشرکین کا سوال نقل کیا ہے کہ ”وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اترتیں؟“ نشانیاں تو بہت سی نازل ہوئی ہیں جو مشرکین نے بھی دیکھی ہیں مگر ان کا مطلب تھا کہ جو نشانیاں ہم کہتے ہیں وہ کیوں پوری نہیں ہوتیں؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پہلی بات یہ فرمائی کہ قل انما الآيات عند اللہ اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں یعنی نشانیاں اور معجزات دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کی حکمت بھی وہی جانتا ہے کہ کون سی نشانیاں دینی ہیں اور کونسی نہیں؟ میرا کام نشانیاں پیش کرنا نہیں اور نہ ہی یہ میری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ انما انا نذیر مبین میری ذمہ داری تو صرف یہ ہے کہ لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائوں اور

بعد الحمد والصلوة۔ میں نے سورۃ العنکبوت کی دو آیات تلاوت کی ہیں جو اکیسویں پارے کے پہلے رکوع کی آخری آیتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مشرکین مکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر و بیشتر نشانیاں اور معجزات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں معجزات دیے ہیں، مکہ مکرمہ میں بھی دیے ہیں اور مدینہ منورہ میں بھی عطا فرمائے ہیں، ان میں سے سے بعض معجزات ایسے ہیں جو مشرکین کی فرمائش پر دیے گئے اور ایسے معجزات بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کسی فرمائش کے بغیر اپنی حکمت سے عطا فرمائے۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ ایک کافر نے بند مٹھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کر کے کہا کہ اگر آپ یہ بتا دیں کہ اس بند مٹھی میں کیا ہے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ خود بتا دیں تو؟ اس نے کہا کہ یہ تو اور اچھا ہے۔ اسی کی مٹھی میں کنکریاں تھیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر خود بول انھیں اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جو ایک کافر کی فرمائش پر ظاہر ہوا۔

اسی طرح شق قمر کا معجزہ ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک رات مطلع صاف تھا، چاند مکمل تھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی روشنی میں کھلے آسمان تلے تشریف فرما تھے، مکہ کے چند سرکردہ حضرات آئے اور کہا کہ ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ یہ چاند آپ کی سچائی کی گواہی دے اور اس کے لیے دو ٹکڑے ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بات ڈالی کہ آپ اشارہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اب وہ کافر سردار ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، آنکھیں مل رہے ہیں اور بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا رہے ہیں مگر ایمان مقدر میں نہیں تھا اس لیے جب یہ یقین ہو گیا کہ چاند واقعی دو ٹکڑے ہے جو صاف نظر آ رہا ہے تو کہنے لگے کہ بڑے بڑے جاہلوں کو دیکھے ہیں مگر کسی کا جاہلوں پر نہیں چلتا اور یہ تو اتنا بڑا جاہلوں (محلذ اللہ) ہے کہ اس کا جاہلوں پر بھی چلتا ہے۔ تو اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کی فرمائش پر بھی متعدد معجزات عطا فرمائے مگر اس کے

اللہ علیہ وسلم کی برکت سے چند افراد کا کھانا سینکڑوں حضرات کو سیر ہو کر کھاتے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، اسی طرح اور معجزات ہیں جو ہم نے دیکھے نہیں مگر ان میں سے جو بھی صحیح روایات کے ساتھ ثابت ہیں، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں البتہ قرآن کریم ایک ایسا معجزہ ہے جو ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ رہے ہیں اور اس کے اعجاز کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں اور قیامت تک لوگ اس زندہ معجزہ کو کھلی آنکھوں سے دیکھتے رہیں گے۔ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ یہ سینوں میں محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر محفوظ رہتا بھی ہے، دنیا میں صرف یہی ایک کتاب ہے جس کے حافظ لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں ہر وقت موجود رہتے ہیں، یہ قرآن کریم کی خصوصیت ہے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں سورۃ العنکبوت کی انہی آیات سے کچھ پہلے کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی آیات اہل علم کے سینوں میں محفوظ رہتی ہے۔ فی صدور الذین اونوا العلم۔ اس پر حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے بڑی دل چسپ بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اصل جگہ سینہ ہے اور کتاب امر زائد ہے یعنی قرآن کریم کا اصل مقام یہ ہے کہ اسے سینے میں محفوظ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اسے دوسرے اسباب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بے نیاز ذات ہے اس لیے اس کا کلام بھی بے نیاز ہے، ظاہری اسباب کا محتاج نہیں۔ آج دنیا میں کانڈ، قلم، سیاہی، ڈسک، کیسٹ، سی ڈی اور اس طرح کے اسباب ختم ہو جائیں اور ان کا وجود باقی نہ رہے تو دنیا کی ہر کتاب ختم ہو جائے گی۔ ہر تحریر اور کلام فنا ہو جائے گا مگر قرآن کریم پھر بھی موجود رہے گا جو ان اسباب سے بے نیاز ہے اور لاکھوں اہل ایمان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے اعجاز کا ایک اور پہلو بھی دیکھ لیں۔ دنیا میں لاکھوں کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں مگر ایک کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوتا ہے تو وہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے، تیسرے ایڈیشن میں اور زیادہ فرق ہو جاتا ہے مگر قرآن کریم کے جو چند نسخے سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تحریر کیے گئے، ان میں سے تین نسخے اصلی حالت میں آج بھی موجود ہیں، ایک ترکی میں ہے جو استنبول کے توپ گاہلی میوزیم میں ہے، دوسرا تاشقند میں ہے اور تیسرا یہاں لندن کے انڈیا آفس لائبریری میں ہے۔ اس لندن والے نسخہ کی میں نے بھی زیارت کی ہے جس کے آخر میں لکھا ہے کتبہ عثمان بن عفان کہ اس قرآن کریم کو حضرت عثمان بن عفان نے لکھا ہے۔ اس پر بعض عثمانی، صفوی اور مغل حکمرانوں کی مہر بھی ہیں جن کے پاس باری باری یہ قرآن کریم رہا ہے اور پھر مغل دور کے آخر میں انگریزوں نے وہاں سے لندن منتقل کر دیا تھا۔

اس کے احکام کو کھول کر بیان کر دوں۔ باقی نشانیوں اور معجزات دینا اس کا کام ہے، چاہے دے اور چاہے نہ دے اور اس کی حکمت بھی وہی جانتا ہے۔

اب آپ خود غور کر لیجئے کہ چاند کا دو ٹکڑے کرنا بھی کفار مکہ کا مطالبہ تھا اور مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بھی انہی کا تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کا چاند دو ٹکڑے کر دیا مگر مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل نہیں دیا حالانکہ بظاہر ہمارے حساب سے اس سے وہ زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے لیے نہ وہ مشکل ہے نہ یہ مشکل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بنا دیتے تو کون سی مشکل بات تھی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اسی میں حکمت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ کوئی حکمت ہماری سمجھ میں بھی آجاتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کی ہر حکمت ہم سمجھ جائیں۔ البتہ یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم یا کام حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔

حوالہ اس وقت ذہن میں نہیں ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالہ سے کئی جگہ پڑھا کرتا تھا کہ مکہ مکرمہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا محل نہ دینے کی ایک حکمت ہماری سمجھ میں بھی آتی ہے کہ اگر یہ سونے کا محل بن جاتا تو قیامت تک کے لیے مخالفین کو ایک ہتھیار مل جاتا کہ جتنے لوگ بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، وہ ان کی سچائی اور اسلام کی حقانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ سونے کا محل دیکھ کر ایمان لائے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان کا چاند تو مشرکین مکہ کے فرمائش پر دو ٹکڑے کر دیا مگر مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بنا کر نہیں دیا۔

مکہ مکرمہ کے کفار کے اس سوال کے جواب میں دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ ”کیا ان کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان لانے والوں کے لیے“

گویا اللہ رب العزت نے یہ فرمایا کہ قرآن کریم جیسے عظیم معجزے اور نشانی کے بعد یہ اور کس معجزہ کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ایک بہت بڑی بات سامنے آنے کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑنا عجیب سا لگتا ہے اور بے وقوفی معلوم ہوتی ہے اور قرآن کریم میں سوال کے انداز میں مشرکین مکہ کی اسی بے وقوفی کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ ہے اور قیامت تک زندہ رہنے والا معجزہ ہے۔ باقی بہت سے وقتی تھے جن پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انکھوں سے پانی کا چشمہ پھونٹے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، ہم نے آنحضرت صلی

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ چودہ سو سال قبل لکھے جانے والے اصل نسخے موجود ہیں اور آج مراکش سے انڈونیشیا تک کسی مسلم طبع کا چھپا

حالت پر غور کریں تو یہی گمراہی ہم پر مسلط ہے کہ قرآن کریم ہمارے گھروں میں ہے، زبانوں پر ہے اور سینوں میں ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت سے ہماری الماریاں بھری ہوئی ہیں مگر ہم اپنے اجتماعی معاملات میں راہ نمائی کے لیے ادھر ادھر جھک مارتے پھر رہے ہیں۔ کبھی ماسکو کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی واشنگٹن کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی لندن کا رخ کر لیتے ہیں، کبھی بیجنگ کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی پیرس سے راہ نمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے اور جب تک اس گمراہی سے نجات حاصل کر کے ہم قرآن و سنت کی تعلیمات پر قناعت نہیں کریں گے اور انہیں سینے سے نہیں لگائیں گے، ہدایت اور کامیابی کی منزل کی طرف گامزن نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

ہوا قرآن کریم لے کر قاتل کر لیں، آپ کو کوئی فرق دکھائی نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے اسی اعجاز کا ذکر کر رہے ہیں اور مشرکین مکہ سے پوچھ رہے ہیں کہ اتنے بڑے معجزہ کے بعد اور کون سی نشانی مانگتے ہو؟ ان آیات کریمہ کے بارے میں ایک روایت بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو امام سیوطی نے مسند داری کے حوالے سے لباب النقول فی اسباب النزول میں نقل کی ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ یہودی اور بت پرست بھی رہتے تھے اور مخلوط معاشرہ تھا، شہرداری تھی اس لیے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے، خوشی غمی کی محفلوں میں اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کی باتیں بھی سنتے تھے، کئی بار ایسا ہوتا کہ صحابہ کرامؓ یہودیوں سے پرانے دور کی اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی کوئی بات سنتے تو آپس میں بھی اس پر بحث و گفتگو کرتے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بعض صحابہ کرامؓ کو اونٹ کے کولہ کی ایک بڑی ملی جس پر تورات کے کچھ احکام درج تھے۔ اس زمانہ میں کلفذ عام نہیں ہوتا تھا اور زیادہ تر بڑیاں، چوڑے پتھر، بڑے پتے اور درخت کی چھال ہی لکھنے پڑھنے کے کام آتے تھے، اونٹ کے کولہ کی بڑی کو اس دور کا تختہ سیاہ سمجھ لیں، وہ حضرات اسے اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ خیال ہو گا کہ رسول اکرمؐ خوش ہوں گے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا اور مسند داری کے مطابق ارشاد فرمایا کہ

كفى بقوم ضلالة ان يرغبوا عما جاء به نبیہم الی ما جاء به غیرہ الی غیرہم او كما قال صلی اللہ علیہ وسلم  
یہ روایت امام ابن جریر نے تفسیر طبری میں بھی نقل کی ہے اور اس ارشاد نبویؐ کا معنی یہ ہے کہ کسی قوم کے گمراہ ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی ہدایات و تعلیمات کی بجائے دوسروں کی تعلیمات کی طرف توجہ دینا شروع کر دے۔ اس کا محاورہ کا ترجمہ میں یوں کرتا ہوں کہ جب کوئی امت اپنے پیغمبر کی تعلیمات کے ہوتے ہوئے دوسروں کی طرف دیکھنا شروع کر دے تو اس کی گمراہی کا آغاز ہو جاتا ہے، یہ فرما کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی ہے

”کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپؐ پر ہم نے کتاب اتاری ہے جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے“

گویا اس آیت کریمہ میں جہاں کافروں کے لیے یہ پیغام ہے کہ قرآن کریم کے آجانے کے بعد اور کسی نشانی اور معجزہ کا مطالبہ معقولیت نہیں ہے، وہاں ہم مسلمانوں کے لیے بھی اس میں یہ پیغام ہے کہ قرآن کریم اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہوتے ہوئے راہنمائی کے لیے کسی اور طرف دیکھنا گمراہی ہے اور آج ہم دنیا بھر کے مسلمان اپنی

## حق چاریارؒ اکیڈمی گجرات کی مطبوعات

☆ مولف: مولانا عبدالحق خان بشیر ☆

○ قدیانی نبوت کے نشیب و فراز

(صفحات ۵۶:- قیمت ۱۰ روپے)

○ عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت

(صفحات ۲۸:- قیمت ۸ روپے)

○ مقام و شہادت امام عثمانؓ غنی

(صفحات ۲۰:- قیمت ۵ روپے)

○ تاریخ و مسلک علماء دیوبند

(صفحات ۴:- قیمت ۵ روپے)

○ اسلامی پردہ، آبرو کا ضامن

(صفحات ۱۳:- قیمت ۳ روپے)

ملنے کا پتہ: حق چاریارؒ اکیڈمی

جامع مسجد حیات النبیؐ، محلہ حیات النبیؐ، گجرات

تحریر: ڈاکٹر صیب حسن (لندن)

## مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو درپیش بعض مسائل کے بارہ میں چند سرکردہ علماء کرام کے فتاویٰ

مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو دینی نقطہ نظر سے جن اہم مسائل کا سامنا ہے، ان کے بارے میں یورپ کی سطح پر قائم سرکردہ علماء کرام کی ایک مجلس کے فتاویٰ پیش خدمت ہیں۔ کوئی صاحب علم ان پر سنجیدہ علمی تبصرہ کرنا چاہیں تو یہ صفحات حاضر ہیں۔ نیز اس سلسلہ میں مدیر الشریعہ مولانا زاہد الراشدی کا تفصیلی تبصرہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

گئے تھے۔ اکثر سوالات کے جوابات شیخ یوسف قرضاوی نے پہلے سے تیار کر لیے تھے لیکن شرکائے مجلس کو موقع دیا گیا کہ وہ اس میں ردوبدل کر سکیں۔ کونسل کا دوسرا اجلاس اکتوبر ۱۹۸۸ء میں اسلامک سنٹر، ڈبلن (آئر لینڈ) میں منعقد ہوا۔ پہلے دونوں اجلاسوں میں تقریباً "پینتالیس مسائل کا احاطہ کیا گیا۔ گولون (جرمنی) میں ہونے والا کونسل کا تیسرا اجلاس تھا جس میں صدر سمیت چوبیس ارکان نے شرکت کی جن میں مراکو کی ایک انتہائی مقتدر شخصیت جناب عبد اللہ بیہ اور موریطانیہ کے قاضی جناب عبد اللہ علی سالم بھی شریک تھے۔ ڈبلن کے اجلاس میں شیخ عبد سعید کے سیکرٹری جنرل کے عہدہ سے استعفیٰ دیے جانے کی بنا پر اسلامک ریسرچ سنٹر (لیڈز) کے شیخ عبد اللہ البدیع کو سیکرٹری جنرل چنا جا چکا تھا اور انہوں نے ہی اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

کونسل نے متعدد مسائل پر غور و خوض کیا۔ جن مسائل پر خاصی بحث کے بعد فیصلے ہوئے، ان کی مختصر تفصیل درج کی جاتی ہے۔

### ۱۔ رمضان اور عیدین کے لیے رویت ہلال

رمضان اور عیدین کا چاند رویت بصری سے ثابت ہوتا ہے چاہے یہ رویت صرف آنکھ سے ہو یا آبرو و بصری کے ذریعہ، کسی بھی اسلامی ملک میں شرعی طور سے ثابت ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ امر نبوی ہے "جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم (عید کا) چاند دیکھو تو انظار کرو" اور ایسے ہی فرمایا "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر انظار کرو" یہ روایت اس بات سے مشروط ہے کہ فلکیاتی حسابات جو کہ بطور خود قطعی درجہ رکھتے ہیں، کسی بھی ملک میں رویت کے امکان کی نفی نہ کرتے ہوں، اگر فلکیاتی حسابات کسی بھی ملک میں رویت کے ہونے کو ناممکن قرار دے رہے ہوں تو پھر ان گواہوں کا اعتبار نہ کیا جائے گا جو قطعی علم فراہم نہیں کرتے اور ان کا دیکھنا وہم، خطایا جھوٹ پر محمول کیا جائے گا اور وہ اس لیے کہ گواہوں کی گواہی ظنی حیثیت رکھتی ہے جب کہ حساب قطعی

انگلینڈ میں "اتحاد المنظمات الاسلامیہ" کے نام سے اسلامی تنظیموں کی ایک فیڈریشن کافی عرصہ سے کام کر رہی ہے جس میں عرب تنظیمیں پیش پیش ہیں۔ اتحاد کے موجودہ صدر عراقی نژاد جناب احمد الراوی ہیں۔ ان کی تحریک پر تمام یورپ کے چیدہ چیدہ علماء پر مشتمل اس کونسل کا قیام ۱۹۸۷ء میں عمل میں لایا گیا۔ پہلا اجلاس لندن میں منعقد ہوا جس میں انگلینڈ سے کئی علماء و اساتذہ نے شرکت کی۔ عالم اسلام کی مشہور اور ممتاز شخصیت ڈاکٹر یوسف قرضاوی کو صدر چنا گیا جو کہ فی الحال قطر میں مقیم ہیں، مائیسٹر ڈاکٹر سعید بانذجکی کو سیکرٹریٹ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ یورپ کے علاوہ عالم اسلام کے کسی بھی ملک سے چند قابل قدر شخصیتوں کو کونسل میں جگہ دی جائے گی۔ اس اصول کی بنا پر سوڈان کی دو معروف شخصیتوں کو بھی کونسل کے ارکان کی حیثیت دی گئی جو ایک زمانہ میں اعلیٰ ڈگریوں کے حصول کے لیے برطانیہ میں طویل قیام کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر احمد علی امام ہیں جو خرطوم کے کلیہ القرآن کے مدیر رہ چکے ہیں اور اب صدر سوڈان کے مشیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دوسرے ڈاکٹر عصام البشیر ہیں جو کئی تعلیمی اداروں کے روح رواں ہیں۔

عربی میں کونسل کا نام "المجلس اللادولبی للفتویٰ والبحوث" رکھا گیا اور جس کا اولین مقصد یہ قرار پایا کہ مجلس ان تمام مسائل کا تشفی بخش حل تیار کرے جن سے یورپ میں مقیم مسلمانوں کو سابقہ پڑتا رہتا ہے اور کسی بھی مسئلہ میں فتویٰ صادر کرتے وقت بقول شیخ قرضاوی تیسیر اور تبشیر کا خیال رکھا جائے۔ تیسیر سے مراد آسانی پیدا کرنا ہے اور تبشیر سے مراد دعوت و تبلیغ کے میدان میں لوگوں کے لیے اسلام میں کشش پیدا کرنا ہے نہ کہ نفرت۔

مجلس کا پہلا ورکنگ اجلاس اگست ۱۹۸۷ء میں بوسنیا کے دارالحکومت سراہوو میں بوسنیا کے مفتی جناب مصطفیٰ سیچ کی دعوت پر منعقد ہوا جس میں وہ تمام مسائل زیر بحث آئے جو اب تک مجلس کے سامنے پیش کیے

جاتی ہیں۔ بطور دلیل قرآن کی وہ نصوص ہیں جن میں امت سے حرج (شدت) کی نفی کی گئی ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے مروی وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی خوف یا پارس کے ظہر و عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "تا کہ ان کی امت کو مشکلات میں نہ ڈالا جائے" ایسا ہی موسم سرما میں دن کے انتہائی مختصر ہونے اور ہر نماز کو جائے عمل پر بدقت اور مشقت ادا کرنے کی بنا پر ظہر اور عصر کو جمع کرنے کی بھی اجازت دی گئی لیکن کونسل متنازع کرتی ہے کہ بغیر حاجت و ضرورت کے اسے عادت نہ بنایا جائے۔

### ۴۔ نماز جمعہ کو زوال سے پہلے اور عصر کے بعد ادا کرنے کا حکم

کونسل اس بات پر زور دیتی ہے کہ جمعہ کا متفق علیہ وقت زوال سے لے کر عصر تک ہے اور یہی اولیٰ اور احوط ہے، ائمہ کرام بھی ہمیشہ اس پر چلنے کی کوشش کریں۔ البتہ ایسے حالات میں مختلف فیہ مسائل کو چھوڑ کر متفق علیہ مسائل پر چلنے کی کوشش کریں۔ البتہ ایسے حالات میں جبکہ بعض ممالک میں اور بعض اوقات میں ایسا کرنا مشکل ہو جائے تو حنبلی مذہب کے مطابق زوال سے قبل جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے اور ایسے ہی مالکی مذہب کے مطابق صرف ضرورت کی بنا پر اور دینی مصلحت کی بنا پر جمعہ کی نماز بوقت عصر ادا کی جاسکتی ہے۔

### ۵۔ رفاہی اور خیراتی تنظیموں کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقوم جمع اور تقسیم کرنے کا حکم

کونسل نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی اور اس بات کو جائز قرار دیا کہ رفاہی اور خیراتی تنظیمیں لوگوں سے زکوٰۃ کی رقوم جمع کر سکتی ہیں اور سورہ توبہ میں مرقوم زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں 'یا ان میں بھی موجود ہوں' زکوٰۃ کی رقوم تقسیم کر سکتی ہیں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کو 'چاہے وہ تعداد میں تین ہی کیوں نہ ہوں' اپنی زندگی منظم کرنے کی ہدایت دی گئی ہے جیسا کہ حدیث نبویؐ میں ارشاد ہوا "اگر سفر میں تین افراد بھی ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں" ایسا کرنا نیک اور تقویٰ کے کاموں تعاون کرنا ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن کو زندہ کرنا ہے کہ جس کا دار و مدار خلیفہ کی موجودگی پر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فانقوا اللہ ما استطعتم یعنی اللہ سے ڈرو جتنی تمہارے میں طاقت ہو۔

اگر ہم خلافت قائم نہ کر سکیں لیکن اپنے اوپر عائد فرائض و واجبات ادا کرنے پر قادر ہوں تو ہمیں انہیں ادا کرنا چاہیے جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ بطور عذر بعض واجبات کا ساقط ہو جانا تمام دوسرے فرائض و واجبات کو ساقط نہیں کرتا ہے، کئی دور کی سورتوں میں مومنین

ہے اور تمام علماء کے اتفاق ظنی کا قطعی سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ اسے قطعی پر ترجیح دی جائے۔

کونسل تاکیدا بیان کرتی ہے کہ فلکیاتی حسابات سے نہ علم نجوم مراد ہے جو کہ شرعاً قاتل مذمت بھی ہے اور ناقابل قبول اور نہ ہی بلاد اسلامیہ میں معروف روزنامے ہیں بلکہ حساب سے مراد ہمارے زمانہ میں قطعی علمی اور ریاضیات کے اصولوں پر قائم علم فلیت کے وہ ثمرات ہیں جو اس زمانہ میں بام عروج پر پہنچ چکے ہیں جس کے ذریعہ انسان چاند اور دوسرے کواکب تک پہنچ سکا ہے اور جس میں بلاد عالم کے کئی مسلمان سائنس دان فزیت حاصل کر چکے ہیں۔

### ۲۔ یورپ میں مویشیوں اور مرغیوں کے گوشت کا شرعی حکم

کونسل نے اس اہم موضوع پر انتہائی تفصیل کے ساتھ غور و خوض کیا اور ان تمام آراء کا جائزہ لیا جو اس کے شرعی جواز کی تائید میں نہ تھیں۔ چنانچہ کونسل اس بات پر زور دیتی ہے کہ مسلمان اسلامی شریعت میں مطلوب تذکیہ (جانور کو پاک کرنے) کی شرائط کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اسی میں رب کی رضا بھی ہے اور ان کے دینی تشخص کی حفاظت بھی اور اس طریقہ سے وہ حرام کھانے سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اجلاس میں ذبح کے رائج شدہ تمام طریقوں کا جائزہ لیا گیا اور اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا گیا کہ ان میں اکثر طریقے ایسے ہیں جو شریعت کی روح کے متافی ہیں اور جانوروں اور خاص طور پر مرغیوں کی ایک بڑی تعداد کی موت کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے مجلس نے فیصلہ کیا کہ مرغیوں اور گائے کے گوشت کا استعمال ناجائز ہے، البتہ بھینٹوں اور گائے کے گھجڑوں کے گوشت کا استعمال جائز ہے کیونکہ ان کا ذبیحہ بعض ممالک میں اسلامی ذبیحہ کی شرائط کے مطابق ہے۔

کونسل نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان دیار غرب میں اپنے ذبیحہ خانے ایجاد کریں تا کہ ان کا ضمیر بھی مطمئن ہو اور ان کا دینی اور تمدنی تشخص بھی برقرار رہے۔ کونسل نے بلاد غریبہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کی دینی ضروریات کا اعتراف کریں کہ جس میں شریعت اسلامیہ کے اوامر کے مطابق جانوروں کا ذبح کرنا شامل ہے جیسا کہ یہودیوں اور دوسری دینی جماعتوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ کونسل بلاد اسلامیہ سے یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ دیار غرب سے صرف ایسے ہی ذبیحہ کو امپورٹ کرنے کی اجازت دیں جو ثقہ اسلامی مراکز کی نگرانی میں کیے گئے ہوں۔

### ۳۔ مغرب و عشاء کی نماز جمع کرنے کا حکم

کونسل اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بلاد یورپ میں 'موسم گرما میں ان دنوں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی جاسکتی ہے جبکہ عشاء کا وقت آدمی رات تک موخر ہو جاتا ہے یا عشاء کے وقت کی علامات بالکل غائب ہو

سے تربیت کرنا اور اس مقصد کے لیے اور اخلاقی بگاڑ سے انہیں بچانے کے لیے ایسے مدارس اور مراکز کا قیام جس میں تربیت اور تفریح دونوں کا انتظام ہو۔

۳۔ کونسل تمام مسلمانوں کو عمومی طور پر اور دیار غرب میں مقیم مسلمانوں کو خصوصی طور پر وصیت کرتی ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر رکھیں، اخوت اسلامیہ کو فروغ دیں، میانہ روی اختیار کریں، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اختلافی مسائل میں پرسکون ڈائیلاگ اور مصالحتانہ رویہ اختیار کریں، تشدد اور انتہا پسندی سے گریز کریں کہ جن سے خود اسلام کی ایک بری تصویر ظاہر ہوتی ہے اور مسلمانوں کو بالعموم اور مسلم اقلیتوں کو بالخصوص برے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے، دشمنان اسلام ان موقعوں کے انتظار میں رہتے ہیں اور پھر وہ اور تمام جملہ ہاتھ دھو کر اسلام کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، دوسروں کو اسلام سے بہکاتے اور ڈراتے ہیں بلکہ دوسری قوموں کو مسلمانوں کے خلاف برا بکھینچہ بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلہم بالنی ہی احسن یعنی اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ و نصیحت کے انداز میں بلاؤ اور احسن طریق کے ساتھ ان سے جدل کرو (دلائل پیش کرو)

آخر میں کونسل کے صدر اور ممبران نے ملی گورش اور اس کے ذمہ داران کا خلوص دل کے ساتھ شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے کونسل کے ممبران کی مہمان نوازی، کرم گستری، حسن استقبال اور تنظیمی امور کا پورا پورا حق ادا کیا۔ شکریہ کا مستحق یورپ میں اسلامی تنظیموں پر مشتمل اتحاد بھی ہے اور جرمن حکومت بھی جس نے کونسل کے ممبران کو جرمنی میں داخل ہونے کے ویزے جاری کیے اور ان کے لیے ممکن ہو سکا کہ وہ یہاں پر خوش اسلوبی کے ساتھ کونسل کا اجلاس منعقد کر سکیں۔

اور محسنین کے لیے بطور وصف آیا ہے اور یہ دور حکومت مدینہ کے دور سے قبل تھا۔ (خیال رہے کہ یہاں زکوٰۃ سے مراد مطلق زکوٰۃ ہے یعنی نصاب اور مقدار زکوٰۃ کی تحدید سے قبل) آخر میں کونسل یورپ کے تمام مسلمانوں سے ان امور کے خیال رکھنے کی امید کرتی ہے۔

۱۔ اپنے اسلامی اور دینی تشخص کا خیال رکھنا، اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب وہ عبادت، معاملات، اخلاق، اکل و شرب اور اپنے خاندانی اور اجتماعی مسائل میں شریعت حقہ کے مطابق حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا پورا لحاظ رکھتے ہوں اور غیروں کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آئیں۔

۲۔ کونسل یورپ کے مسلمانوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں اپنی حکومتوں سے مطالبہ کریں کہ وہ سرکاری طور پر اسلام کو تسلیم کریں اور دوسری دینی اقلیتوں کی طرح مسلمانوں کو بطور ایک دینی اقلیت کے وہ تمام حقوق دیں جن کے وہ مستحق ہیں۔ خاص طور پر نکاح، طلاق اور وراثت کے شرعی اصولوں کو تسلیم کریں۔

کونسل خود بھی یورپ کی تمام حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ دین اسلام کے کو سرکاری طور پر تسلیم کریں اور مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دیں جیسا کہ بلجیم، سپین، آسٹریا اور ہنگری کر چکے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل مسلمانوں کو بھی وصیت کرتی ہے کہ وہ ایسی شرعی تنظیموں کو تشکیل دیں جو شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ان کے پرسنل لاء کو منضبط کر سکیں اور ملکی قوانین کی بھی پاسداری کر سکیں۔

۳۔ کونسل یورپ میں مقیم تمام مسلمانوں سے پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ کتاب و سنت کی ان تمام نصوص اور فقہائے اسلام کے اجماع کے مطابق ان تمام عہد و مواعظ اور شریعت کی سختی سے پابندی کریں جو بلاد یورپ میں اقامت، حصول شہریت اور عہد لمان سے متعلق ہیں۔ اس ضمن میں ان باتوں کا خاص طور پر خاص خیال رکھیں۔

الف۔ جس عہد و بیان کی بنا پر بلاد یورپ میں داخلہ ممکن ہوا اور جن کے بغیر یہاں اقامت ناممکن تھی، اس کی پاسداری کرتے ہوئے اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ غیر مسلموں کی جان، مال اور عزت قاتل احرام ہیں۔

ب۔ ان ممالک کے قوانین کا کہ جنہوں نے انہیں پناہ دی، حفاظت مہیا کی اور باعزت زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے، پورا پورا احترام کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی احسان کا بدلہ احسان کرنا ہی ہے۔

ج۔ حرام کھانسی کے تمام طریقوں سے کلی اجتناب کریں، جیسے کہ کام کرنے یا تجارت کرنے کے باوجود سوشل سیکورٹی سے اعانت لیتا۔

د۔ نئی نسل جس میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں، کی اسلامی لحاظ

## کائنات میں غور و فکر اور معرفت ربانی

اس کی عظمت کا استحضار انتہائی ضروری ہے۔ کافر بھی کائنات میں غور و فکر کرتا ہے لیکن وہ اسباب و علل سے آگے نہیں جاسکتا۔ جبکہ مومن آفاق والفس میں غور و فکر سے رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا علم حاصل کر کے تعریف خدا تعالیٰ حاصل کرتا ہے۔ کائنات میں غور و فکر سے مراد تمام مخلوقات عالم کے عجائبات میں سوچ بچار اور ان کا علم (مراد) ہے۔ صرف زمین پر نباتات و حیوانات کی ۱۵ لاکھ سے زیادہ اقسام (Species) ہیں۔ شنا تمام انسان ایک قسم ہیں۔ تمام چوہنیاں اربوں کھربوں کی تعداد میں ایک قسم ہیں۔ تمام کوئے ایک نوع ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

پھر ایک ایک قسم کے اندر رب تعالیٰ کی بے شمار قدرتیں اور نشانیوں ہیں جن کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں مثلاً صرف پودوں کے اندر خوراک کے تیار کرنے کا نظام کو سمجھنے اور بیان کرنے کے لیے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں لکھی گئیں ہیں لیکن ابھی تک ماہرین نباتات (Botanists) یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اس حوالہ سے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ سعدیؒ آج سے سینکڑوں سال قبل یہ بات مومنانہ فراست سے کہہ چکے ہیں

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر درتے دفتر ایست معرفت کردگار

یعنی ایک ہوشیار اور عقل مند آدمی کی نظر میں درختوں کے سبز پتوں میں پروردگار کی معرفت کے دفتر موجود ہیں یعنی یہ سبز پتے کیسے اور کس انداز سے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر کے فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہوئے زمین سے پانی اور نمکیات کو ملا کر گلوکوز اور شکر تیار کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کی گلوکوز اور شکر بنانے کی یہ ٹیکنیکس ایسی ہیں جو ہلکی تمام حیوانات اور انسانوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں لگی ہوئی ہیں اور کبھی بند نہیں ہوتیں۔

ایک شاعر نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید

وحدہ لا شریک له گوید

یعنی زمین سے جو گھاس اور جو پودا بھی نکلتا ہے، وہ گوانی دے رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، وہ اکیلا ہے۔ یعنی سامنے شکل کے لحاظ سے بھی کہ صرف اکیلی شاخ ہے بھی اور پھر اپنے اندر کے پورے پیچیدہ نظام کے لحاظ سے بھی۔

تفکر کائنات میں غور و فکر کو کہا جاتا ہے یعنی پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کی جو نشانیاں (آیات) پھیلی ہوئی ہیں، ان میں سوچ اور فکر کر کے رب ذوالجلال کی معرفت حاصل کرنا۔ تفکر معرفت کا سبب ہونے کی وجہ سے افضل عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسن بن عامرؒ نے فرمایا کہ میں نے بت سے صحابہؓ سے سنا کہ ایمان کا نور اور روشنی تفکر ہے۔ (معارف القرآن، ج ۲، ص ۲۶۷) حسن بصریؒ کا قول ہے نفکر ساعة خیر من قیام لیلة یعنی ایک ساعت کا قیام پوری رات کے قیام (عبادت) سے افضل ہے۔ حضرت علیؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آیات قدرت میں غور و فکر کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے تفکر کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا خدائے پاک کا علم۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا کون سا علم مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا خدائے پاک کا علم۔ صحابہؓ نے عرض کیا، ہم عمل کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں اور آپؐ علم کے متعلق جواب دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی نفع دیتا ہے اور جمالت کے ساتھ زیادہ عمل بھی فائدہ نہیں دیتا۔ (ابن عبد البر، احوال العلوم)

اس حدیث پاک میں جس چیز پر زور دیا گیا ہے، وہ خدائے پاک کا علم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاننا۔ اس کے اعمال اور صفات کا علم حاصل کرنا اور اس کے مختلف تخلیقی کارناموں اور کرشمہ سازیوں سے واقف ہونا اور اس کی کبریائی عظمتوں سے واقفیت حاصل کرنا ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کا علم حاصل کرنا ہے ذات۔ باری تعالیٰ کی کنہ و حقیقت سے کوئی انسان واقف نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ انسانی حواس و عقل سے وراء الورا ہے اس لیے اس کی ذات میں غور و فکر سے منع کیا گیا ہے اور کائنات میں غور و فکر کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اکابر معرفت کی وصیت ہے۔ تفکروا فی آیات اللہ ولا تفکروا فی اللہ (بحوالہ معارف القرآن ج ۲ ص ۲۶۷) قرآن عظیم کی کئی آیات میں تفکر کی دعوت دی گئی ہے۔ سورہ آل عمران کے آخری رکوع میں اولوا الالباب (عقل مندوں) کی ایک اہم صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں لیکن وہاں تفکر سے پہلے ذکر اللہ کو بیان کیا ہے کیونکہ تمنا فکر کافی نہیں بلکہ گمانی کا سبب بھی ہو سکتا ہے اس لیے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد اور

ہے۔

ہماری کہکشاں جو کہ ایک سو ارب ستاروں پر مشتمل ہے، قریب ترین کہکشاں سے ۲۰ لاکھ نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تمام کہکشاں بڑی دوربینیں (Telescope) سے نظر آتی ہیں۔ ہم اپنی آنکھ سے صرف چار کہکشاں دیکھ سکتے ہیں۔ ہماری کہکشاں انیس (۱۹) دیگر کہکشاؤں کے ساتھ مل کر ایک گروپ بناتی ہے۔ اس گروپ کا قطر پچاس لاکھ نوری سال ہے۔

یہ تمام کہکشاں ہم سے نیز ایک دوسرے سے دور جا رہی ہیں اور کائنات میں زبردست توسیع ہو رہی ہے۔ ماہرین فلکیات کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ

All the galaxies are racing away from us R from each other

— this suggests that the whole Universe is expanding.

تمام کہکشاں ہم سے نیز ایک دوسرے سے دور بھاگ رہی ہیں ..... معلوم ہوتا ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

(حوالہ میری آخری کتاب، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص ۲۰)  
سورج صرف آگ کا کرہ ہی نہیں بلکہ قدرت نے اس کو برقی قوت کا بیج بھی بنایا ہے۔ اس سے جو توانائی (energy) خارج ہوتی ہے، وہ نیوٹرون سیکڑ چالیس لاکھ ٹن ہوتی ہے اور وہ اس حساب سے ۲۳ گھنٹوں میں ۳ کھرب ۳۵ ارب ۶۰ کروڑ ٹن قوت خارج کرتا ہے۔ جو طاقت زمین کے حصے میں آتی ہے، وہ دن بھر میں فی مربع میل ۳۵ لاکھ ہارس پاور ہوتی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ سورج کیا ہوا۔ ایک عظیم ترین ہارس پاور ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ سوچئے کہ یہ طاقت سورج کی پیدائش سے اب تک کتنے ٹن خارج ہوئی ہوگی۔ کروڑوں سال سے بے انتہا اخراج حدت کے باوجود اس کی طاقت میں نہ کمی ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ اس میں اس کے خالق نے ایسا انتظام کیا ہے کہ طاقت خود بخود بنتی رہتی ہے۔ سورج کی سطح کی حدت ۵ ہزار ۵ سو سنی گریڈ ہے اور مرکزی حصے کی حدت کا اندازہ ۵ کروڑ سنی گریڈ کیا گیا ہے۔

آفاق کا یہ مختصر سا خاکہ رب العالمین کی کائنات میں سے ایک چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ ابھی تک سائنس دان یہ تائید سے کہتے ہیں کہ جو کائنات ہم نے دریافت کی ہے، اس سے کہیں زیادہ کائنات کا وہ حصہ ہے جو ابھی دریافت نہیں ہوا۔ کائنات کے اس مختصر سے خاکے کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان کائنات کی ان تمام وسعتوں پر غور و فکر کرے اور اس غور و فکر کے نتیجے میں خالق کائنات کی عظمت و قدرت کا جو احساس و ادراک حاصل ہو اور جو کیفیت قلب میں پیدا ہو، اس کے نتیجے میں رب تعالیٰ کی حکمت و قدرت کے ظہور کے بعد علیٰ وجہ البصیرت ایمان حقیقی کی بنیاد بنے اور آج کا جدید انسان ان تمام وسعتوں کا مطالعہ کے بعد دل کی

علاوہ ازیں جدید سائنس نے (خصوصاً فلکیات جدیدہ نے) فکری مزید راہیں کھولی ہیں اور جس زمین، چاند اور سورج کو ہم کل کائنات سمجھتے تھے، وہ سارا نظام شمسی کل کائنات کے مقابلے میں ایک ذرہ کے برابر نکلا۔ انسان نے جب تحقیق کی اور زمین سے آسمان تک کی وسعتوں کا مشاہدہ کیا تو خدا کی عظمت کے بے شمار نشان نظر آئے۔ مثلاً

ہماری زمین کا قطر بارہ ہزار سات سو چوں کلومیٹر (۱۲۷۵۳) ہے جبکہ جوہیٹر (Jupiter) کا قطر ایک لاکھ بیالیس ہزار سات سو چوں کلومیٹر (۱۳۲۷۵۳) ہے اور نظام شمسی کے مرکز یعنی سورج کا قطر (Diameter) چودہ لاکھ کلومیٹر (۱۳۰۰۰۰۰) ہے یعنی زمین سے ۱۰۹ گنا بڑا۔ قطر کی یہ وسعت کم نظر آنے لگتی ہے جب ہم اپنی کہکشاں کا قطر معلوم کرتے ہیں۔ ایک لاکھ کو جب ۵۵ کھرب سے ضرب دی جائے تو اس کے حاصل ضرب کر برابر کلومیٹر کا قطر ہماری کہکشاں (Milkyways) کا ہے جس کا عرض ہزار x کھرب کلومیٹر ہے۔ اسی کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی ہے اور اس میں ایک لاکھ طین یعنی سو ارب ستارے (۱۰) پائے جاتے ہیں۔ ہمارا پورا نظام شمسی اس کہکشاں کے ایک کونے میں چھوٹا سا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ اور سائنسی تحقیق سے ایسی ہی مزید ایک سو ارب کہکشاؤں کا سراغ لگایا جا چکا ہے۔ یہ تو جسامت کے لحاظ سے کائنات کی وسعت کا اندازہ تھا۔ اب فاصلوں کے حوالہ سے اندازہ کیجئے کہ زمین سورج سے صرف کروڑ میل دور ہے جبکہ نیپچون (Neptune) سورج سے چار ارب ۳۹ کروڑ ۵۰ لاکھ کلومیٹر (۳۳۹۵۰۰۰۰۰) دور ہے۔ پلوٹو (Pluto) کا سورج سے فاصلہ پانچ ارب ۹۱ کروڑ کلومیٹر ہے۔ یہ فاصلے اس وقت بہت معمولی رہ جاتے ہیں جب کہ ملکی وے (Milkyway) کا فاصلہ ۹۲ ہزار x ایک ہزار x ایک ارب کلومیٹر کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مزید کہکشاؤں کے فاصلے جو کہ اب متعین ہو رہے ہیں، وہ ہندسوں یا لفظوں میں پورے نہیں لکھے جاسکتے۔

اب ذرا آگے بڑھیے اور وقت کے حوالہ سے کائنات کی وسعت کا اندازہ لگائیے۔ جدید زمانے کے ریڈیائی دست دانوں نے ایک کہکشائی نظام کا مشاہدہ کیا ہے جس کے متعلق اندازہ ہے کہ اس کی جو شعاعیں اس سے چار ارب نوری سال سے بھی پہلے روانہ ہوئی تھیں، وہ آج ہم تک پہنچی ہیں۔ ستاروں کا فاصلہ ماپنے کے لیے ہمارے اعداد و شمار ناکافی ہیں اس لیے نوری سال کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ نور یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر سے زیادہ سفر طے کرتی ہے۔ اس طرح ایک سال میں اس کا سفر تقریباً ۵۵ کھرب کلومیٹر ہے۔ یہ فاصلہ نوری سال کا ہے۔ اب ۳ ارب کو ۵۵ کھرب سے ضرب دیجئے تو کہکشاں کا ایک سرے سے دوسرے تک کا فاصلہ یا وقت معلوم ہوگا۔ ایک روشنی جو ایک کہکشاں سے چلی ہے، وہ ہمارے کہ (زمین) تک کتنے وقت میں پہنچی؟ تازہ ترین مشاہدے میں ایسی کہکشاں بھی دیکھی گئی ہیں جن کی روشنی ہم تک دس ارب نوری سال میں پہنچی ہے یعنی اس نے دس ارب ۵۵ کھرب کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا

## سہ ماہی تحقیقی مجلہ ”مباحث اسلامیہ“ کا اجراء

- دعوت و تبلیغ کا شرعی طریق کار اور وقت کے تقاضوں کے موافق ضروری مسائل و واقعات پر بحث
- علوم اسلامیہ کی اشاعت و ترویج اور اسلامی نظام تعلیم و تربیت پر ضروری مباحث
- دینی علمی اداروں کے مناجح پر بحث
- مدارس عربیہ و مراکز اسلامیہ کی تشکیل و ترقی و تحفظ میں ممکنہ کردار
- دیگر بہت سے حل طلب مسائل پر اہل علم کے باقاعدہ علمی و تحقیقی مقالے شائع کرنا اور ایک متفقہ رائے قائم کرنے کی کوشش میں تعاون

### حواشی اور حوالہ دینے کا مجوزہ منبج

علمی اور تحقیقی مضمون لکھتے وقت اس امر کا اہتمام ضروری ہے کہ قاری کو تحریری کوشش کے ماخذ اور مصلوہ سے آگاہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ مضمون کے آخر میں ترتیب کے ساتھ حوالہ جات کا مکمل ذکر کیا جائے اور اگر مناسب ہو تو مزید توسیعی نکات کا اندراج بھی کیا جائے۔

مباحث اسلامیہ کی مجلس ادارت نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل منبج تحریر تجویز کیا ہے۔ محققین اور مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ اپنی تحریری کوشش ارسال کرتے وقت اسی منبج کو پیش نظر رکھیں تاکہ مضامین میں یکسانیت برقرار رہے۔

۱۔ اگر کسی ایسی کتاب کا حوالہ دینا ہے جس کا ایک ہی مصنفہ مولف ہے تو مصنفہ مولف کا نام، اس کے بعد کتاب کا نام، اس کے بعد مطبع اور سن اشاعت اور پھر صفحہ نمبر کا اندراج کیا جائے۔ صفحہ صفحات کے لیے ”ص“ بطور مخفف استعمال کیا جائے مثلاً:

مولانا عبد الماجد دریا آبادی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی، مکہ بکس، بیرون موری دروازہ لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۷۸

مصنف، کتاب اور دیگر جدا جدا مطلوبہ معلومات کے درمیان سکتہ (comma) کا اہتمام ضروری ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔ تاہم یہ بات ذہن میں رہے کہ لاہور اور ۷ کے درمیان اور ص اور کے درمیان سکتہ کی ضرورت نہیں۔ حوالہ کی تکمیل کے بعد نمہ (full stop) ڈال دیا جائے۔ اگر مصنفہ مولف کا نام یا سال اشاعت معلوم نہ ہو تو لکھا جائے کہ مصنفہ مولف نامعلوم یا مطبع سال اشاعت نامعلوم

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ اردو میں صحیح معنوں میں اسلامی حقیقی مجلات کی کمی محسوس کی جا رہی تھی۔ جدید دور نے اہل علم کے سامنے کئی نئے مسائل پیش کیے ہیں اور اب وقت کا تقاضا ہے کہ ماہرین اسلام ان مسائل کا حل تلاش کریں اور اس بارے میں علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر علمی حلقوں میں شعور و آگہی کو فروغ دیں۔ المرکز الاسلامی بنوں سے کلنی عرصہ سے یہ تقاضا کیا جا رہا ہے کہ فقہی کانفرنس کے تسلسل کی خاطر ”مباحث اسلامیہ“ پر مدلل مضامین کو ایک مسلسل کوشش کے طور پر شروع کیا جائے۔ اسی مقصد کو سامنے رکھ کر ”مباحث اسلامیہ“ کے نام سے اردو میں ایک سہ ماہی تحقیقی مجلہ کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ یہ مجلہ ایک باقاعدہ ادارتی مجلس کے تحت چلایا جائے گا جس میں قومی اور بین الاقوامی سطح کے جید علماء اور دانش ور حضرات شامل ہوں گے۔ صرف وہی مضامین شائع کیے جائیں گے جن کو ریفری صاحبان کی منظوری حاصل ہو۔ مجلہ ”مباحث اسلامیہ“ کے اغراض و مقاصد اور مجوزہ عنوانات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

- جدید عصری فقہی مسائل پر علمی و تحقیقی مباحث پیش کرنا
- دور حاضر میں اجتماعی اجتہاد کے تصور کا علمی جائزہ
- امت مسلمہ کو درپیش جدید مسائل کا فقہی حل
- سائنس اور ٹیکنالوجی کی تحقیق سے پیش شدہ مسائل کا فقہی جائزہ
- سوڈی آلائٹوں سے پاک اسلامی مالیاتی نظام کا ممکنہ قیام
- طب جدید کی تحقیق سے اعضاء کی پیوند کاری، انسانی کلوننگ، ضبط ولادت، سروگیٹ ماور وغیرہ پر علمی بحث
- فقہی مواد کی تشکیل جدید
- مختلف عقود کے ضمن میں ربوا اور قمار کی موجودگی کی شرعی نقطہ نگاہ سے اسلامی اتصلاوی نظام و معاشی نظام کی طرف ممکنہ پیش رفت
- کرنسی تبادلہ، بیمہ، پرائز بانڈز اور جدید تجارتی مسائل کا شرعی جائزہ
- بیع حقوق و منافع، لیٹر آف کریڈٹ، کمپنی کے حصص، انکم ٹیکس وغیرہ پر فقہی بحث

○ انسانی حقوق کے ڈھنڈورے کا جائزہ اور اسلام میں انسانی حقوق  
○ اسلامی نظام کے نفاذ میں موانع کا تعین اور انہیں دور کرنے کے لیے تجاویز، اختلاف مطالع، وحدت رمضان و عیدین اور دور حاضر میں رویت ہلال کے قضیہ کے حل کے لیے تجاویز

مولانا عبد الماجد دریا آبادی، سیرت نبوی قرآنی، ص ۱۸۲  
ایک ہی ماخذ کے مسلسل حوالوں کے اندراج میں بھی یہی طریقہ  
اختیار کیا جا سکتا ہے۔

بعض محققین اس قسم کی صورت میں بعد کے حوالہ جات کے لیے  
کتاب کے عنوان کے ذکر کی بجائے مصدر بالامر مصدر مذکور کے الفاظ کا  
اندراج کرتے ہیں لیکن یہ قاری کے لیے مشکلات کا باعث بنتا ہے۔

۷۔ قرآن پاک کا حوالہ دیتے وقت سورت کا نام اور آیت نمبر ونا ضروری  
ہے۔ دونوں کے درمیان کتبہ آنا چاہیے مثلاً:

القرآن الکریم، البقرہ، ۱۸

اس میں صفحہ نمبر یا مطبع کا نام دینے کی ضرورت نہیں۔ دیگر مقدس  
کتب کے بارے میں بھی اسی قسم کا طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے یعنی صفحہ یا  
مطبع کا ذکر کرنے کی بجائے محض باب وغیرہ کا اندراج کیا جائے۔

۸۔ احادیث کے کسی مجموعے سے حوالہ دیتے وقت مولفہ مدون کا نام،  
اس کے بعد مجموعے کا نام اور پھر متعلقہ حدیث کے باب، فصل وغیرہ کا  
اندراج کیا جائے مثلاً:

امام مسلم (مسلم بن حجاج)، الجامع الصحیح، مکتبہ الغزالی، دمشق، سل  
اشاعت نامعلوم، ج ۸، ص ۵۱، کتاب الزکوٰۃ

احادیث کے بعض جدید مطبوعہ مجموعوں میں ہر حدیث کے ساتھ نمبر  
کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اگر مضمون نگار کے پاس اس قسم کا ایڈیشن موجود  
ہے تو دیگر معلومات کے ساتھ حدیث کے نمبر کا ذکر مفید رہے گا۔

۹۔ فقہی مسائل کے کتب سے حوالہ دیتے وقت مسئلہ زیر بحث کے ساتھ  
متعلقہ کتاب، باب اور فصل کا حوالہ قاری کے لیے مزید سہولت فراہم کرتا  
ہے۔ اس لیے اس کے اندراج کا اہتمام کیا جانا چاہیے مثلاً:

(الف) ابن نجیم (الشیخ زین الدین)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق،  
مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، سل اشاعت نامعلوم، ج ۱، ص ۲۵۵، کتاب السلوۃ،  
باب الاذان۔

(ب) امام شافعی (محمد بن اوریس الشافعی)، الام، دار المعرفۃ، بیروت  
۱۹۸۳، ج ۳، ص ۱۸۳، باب النکاح۔

۱۰۔ تاریخ سے متعلقہ ماخذ سے بھی حوالہ دیتے وقت مطبع اور سل  
اشاعت کے علاوہ زیر عنوان کے الفاظ کے تحت مزید وضاحتی معلومات کے  
اندراج کا اہتمام کیا جانا چاہیے مثلاً:

(الف) الواقدی (محمد بن عمر)، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت،  
۱۹۶۵، ج ۱، ص ۱۳۸، زیر عنوان: المظعمون من المشرکین ببدر

(ب) ابن اثیر (عز الدین علی بن محمد)، الکامل فی التاریخ، دار بیروت،  
۱۹۶۶، ج ۸، ص ۹۹، زیر عنوان: ذکر امر یوسف بن الساج، وقائع  
سنة اربع و ثلاث مائة

(ج) ابن جریر طبری (محمد بن جعفر محمد)، تاریخ الامم والملوک، مطبع

۲۔ اگر مصنفہ مولف ایک سے زیادہ ہوں تو دونوں مصنفین/مولفین  
کے ناموں کا اندراج اسی ترتیب سے ضروری ہے جس ترتیب سے ان کا  
ذکر کتاب کے سرورق پر کیا گیا ہے۔ اگر مصنفین/مولفین دو سے زیادہ  
ہوں تو صرف دو اول الذکر کا اندراج کافی ہے اور اس کے بعد دیگر کے  
الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

۳۔ اردو اور عربی میں عام طور پر طویل القلابت کا رواج ہے۔ لیکن حواشی  
میں اس کو نظر انداز کرنا بہتر ہے تاہم مصنفہ مولف کی شہرت کسی خاص  
لاحقہ/سابقہ/کنیت/لقب کی وجہ سے ہے تو اس کے ساتھ اس کا اصل غیر  
معروف نام بین القوسین درج کیا جائے مثلاً:

ابن اثیر (عز الدین علی بن محمد)

۴۔ اگر کسی ایسی کتاب سے مدد لی گئی ہے جس میں محققین/مضمون  
نگاروں کے مضامین شامل ہیں اور کسی شخص نے ان مضامین کی ترتیب،  
تہذیب اور تدوین کی ہے تو اس کا حوالہ دیتے وقت مضمون نگار کا نام، اس  
کے بعد اس کے مضمون کا عنوان اور پھر مجموعے کا عنوان اور اس کے  
مدون کا ذکر کیا جائے۔ مثلاً:

ڈاکٹر انعام الحق کوثر، نصابی کتب کی فنی تدوین، اردو میں فنی تدوین،  
تہذیب و ترتیب، ڈاکٹر ایم ایس ناز، ادارہ تحقیقات اسلامی و مقتدرہ قومی زبان  
۱۹۹۱، ص ۹۸ تا ۱۰۰

(اس کا مطلب ہے ایم ایس ناز کی زیر تہذیب و ترتیب مدون کتاب  
”اردو میں فنی تدوین“ میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کا مضمون بعنوان ”نصابی  
کتب کی فنی تدوین“)

۵۔ اگر کسی مجلے سے مضمون کا حوالہ دینا ہے تو اس کے لیے بھی نمبر ۳  
کے تحت مذکورہ طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے۔ مجلہ کا نمبر، مقام اشاعت اور ماہ  
وسال اشاعت کا ذکر ضروری ہے۔ جلد کے لیے ج اور شمارہ کے لیے ش  
بلور مخفف استعمال کیا جائے۔ مثلاً

مفتی نظام الدین شامزئی، فن اسماء رجال مسلمانوں کا عظیم کارنامہ،  
ماہنامہ الحق، کوئٹہ، خٹک، ج ۲۸، ش ۲، نومبر ۱۹۹۸، ص ۳۸ تا ۳۹

مطلب ہے ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک، جلد ۲۸، شمارہ نومبر ۱۹۹۲ء  
مفتی نظام الدین شامزئی کا مضمون بعنوان: ”فن اسماء رجال مسلمانوں کا  
عظیم کارنامہ“

۶۔ اگر ایک ہی ماخذ سے بار بار استفادہ کیا گیا ہو تو پہلے حوالے میں اس کا  
ذکر ضروری ہے تاہم بعد کے حوالہ جات میں صرف مصنفہ مولف اور  
کتاب کا نام کافی ہے۔ یہی طریقہ مجلے میں شائع شدہ مضمون کے سلسلے میں  
اختیار کیا جانا چاہیے۔ یہ طریقہ اس لیے مناسب ہے کہ اس طرح ایک تو  
قاری کو بار بار پہلے دیے گئے حوالے کی طرف رجوع نہیں کرنا پڑتا اور  
دوسرا اگر ایک ہی مصنفہ مولف کے ایک سے زیادہ مضامین سے استفادہ  
کیا گیا ہے تو قارئین کو ان کے درمیان اہتمام سے پچھایا جا سکتا ہے۔ مثلاً

اضافہ و ترمیم ہو تو اس کا حوالہ دے کر بھیجا جاسکتا ہے۔  
 مباحث اسلامیہ میں شامل اشاعت مضمون مسلک اہل سنت  
 والجماعت کے تحت ہو۔ مباحث اسلامیہ کا مضمون یا اس کا کوئی حصہ اگر  
 کوئی مصنف مجلہ و اخبار وغیرہ شائع یا شامل کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لیے  
 مجلہ اور اس کا نمبر و تاریخ کا حوالہ دینا ضروری ہے۔  
 اگر آپ مباحث اسلامیہ کے مستقل مضمون نگار، مقالہ نگار بن سکتے  
 ہیں تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔  
 مباحث اسلامیہ دنیا بھر کی لائبریریوں، تحقیقی مراکز اور عام قارئین کو  
 پیش کیا جائے گا۔  
 اہل علم و تحقیق سے گزارش ہے کہ وہ مباحث اسلامیہ کے کامیابی  
 کے لیے ہمارے ساتھ ہر ممکن تعاون فرمائیں۔

حینیہ، مصر، سال اشاعت نامعلوم، ج ۵، ص ۱۳۳، زیر عنوان: ذکر سبب  
 مہلک زیاد بن سمیہ وقائع سنۃ ثلاث وخمسين  
 ۱۱۔ لغت یا کسی موسوعہ (Encyclopedia) کا حوالہ دیتے وقت صفحہ یا  
 ایڈیشن کا ذکر ضروری نہیں۔ موسوعہ کی صورت میں اس کے ٹائٹل (title)  
 اور مضمون کے عنوان اور مصنف کے بارے میں معلومات دینا ضروری  
 ہے۔ لغات سے استفادہ کی صورت میں اس کے مصنف، ادوں اور لفظ کے  
 ماہ کا ذکر کافی ہے۔ مثلاً:

موسوعہ: (۱) عبد الیوم، جرش، اردو دائرۃ معارف اسلامیہ  
 (یعنی اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں جرش کے عنوان کے تحت عبد  
 الیوم کا تحریر کردہ مضمون)

لغت: (ب) مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ماہ عنق  
 ۱۲۔ اگر کسی ایم اے، ایم فل، ایم ایچ ڈی کے غیر مطبوعہ مقالے کا حوالہ  
 دینا ہے تو اس میں مقالہ نگار کا نام، مقالے کا عنوان اور اس شعبہ اور  
 یونیورسٹی کا ذکر جس کے تحت اس مقالے کو مکمل کیا گیا ہے اور مقالے کی  
 تکمیل کے سال کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً:

سید مبارک شاہ، دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور اس پر ناقدانہ نظر  
 (ایم فل مقالہ)، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء  
 ۱۳۔ مخطوطہ کے حوالہ دیتے وقت اس کے مصنف، مؤلف کا نام، مخطوطہ کا  
 ٹائٹل اور جہاں پر وہ مخطوطہ محفوظ ہے، اس لائبریری یا مکتبہ اور مخطوطہ  
 کے نمبر کا اندراج کرنا ضروری ہے۔ مثلاً:

الیورنی (ابو الیمن محمد بن عبد الرحمن)، الدر المنتخب فی  
 تاریخ مملکت حلب، عمادۃ شؤون المکتبات، المدینۃ المنورۃ  
 نمبر ۱۵۹

۱۴۔ اردو مضامین میں عربی یا فارسی ماخذ سے حوالہ دیتے وقت کوئی اشکال  
 پیدا نہیں ہوتا لیکن انگریزی یا دوسری مغربی زبانوں سے حوالہ دیتے وقت  
 مضمون نگار مشکل کا شکار ہوتے ہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ حوالہ  
 انگریزی یا کسی بھی دوسری زبان کے مطابق دے دیا جائے۔ حوالہ کو اردو  
 شکل دیتے وقت ایک فقرہ مثلاً "دیکھیں، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں" کا  
 اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

دیکھیں، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں

N.J. Coulson, A History of Islamic Law,

Edinburgh University Press.

کا ص ۱۸۷

مضمون نگاروں کے لیے ہدایات

مضمون صاف اور کٹھنڈ کے ایک طرف لکھیں۔

مضمون کسی دوسرے رسالہ یا اخبار وغیرہ میں شائع نہ ہو البتہ مزید

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

کے ایمان افروز خطبات پر مشتمل سلسلہ

خطبات سواتی

کی جلد پنجم شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے

اس جلد میں سیرت مقدسہ کے متعلق ۳۵ معلومات افزا

خطبات جمع کیے گئے ہیں

اہم عنوانات

☆ قرآن کریم اور سیرت محمدی ﷺ ☆ سیرت مطہرہ کی

جامعیت ☆ حب رسول ﷺ کے تقاضے ☆ کتب سلویہ میں

تحریف کی جسارت ☆ اللہ کی رحمت خاصہ کے مستحقین ☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ☆ حلت و حرمت کا

قانون ☆ سیرت مطہرہ کے ماخذ ☆ سیرت کا پیغام

صفحات ۲۸۸ :- قیمت: ۱۳۰ روپے

ناشر: مکتبہ دروس القرآن، فاروق سنگھ، گوجرانوالہ

## متحدہ علماء بورڈ ابہام دور کرے

تحریری طور پر کافر قرار دے چکے ہیں لہذا ایسی صورت میں اس اجماع امت کے کفر کے فیصلے کا انکار بذات خود ارتکاب کفر کا باعث ہوگا جس کی وضاحت بہر حال متحدہ علماء بورڈ کو کرنی چاہیے۔

مزید یہ کہ بورڈ کے مطالبہ میں ابہام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے لندن میں اور پرویز یوں نے پاکستان، کویت اور کینیڈا میں کفر کا فتویٰ دینے والوں کو سزا دینے کی تجویز کا فوری خیر مقدم کیا ہے اور اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ اب ان کے مسلمہ کفریات کا طوق ان کے گلوں سے اترنے والا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ متحدہ علماء بورڈ کے اراکین اپنی سفارشات مرتب کرتے وقت پاکستان میں ان دو بڑے گروہوں کی متعین شدہ مذہبی حیثیت کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتے کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پابند قانون کیا جائے تا کہ مذہبی منافرت کے یہ چور راستے بھی بند ہوں۔ اور پاکستانی مسلمانوں میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں جو بے چینی اور جذباتی گھٹن پائی جاتی ہے، وہ ختم ہو لیکن معلوم نہیں متحدہ علماء بورڈ نے ملک کے اندر مذہبی منافرت کو کھلی طور پر ختم کرنے کے لیے اس کے مجموعی اسباب کو کیوں سامنے نہیں رکھا۔ سنی شیعہ علماء تو باہمی یک جہتی کی فضا کا راستہ ہموار کرنے کے لیے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں لیکن قادیانی پرویز تو ہانگ دہل منبع نبوت کے انکار اور مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنے نام نہاد قرآن فکر کو ہی حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنے مادی وسائل کے ساتھ اسلامیان پاکستان کو کفر و ارتداد کا شکار کرنے اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن کا مقصد اس کے لیے سوا کچھ نہیں کہ کفر و اسلام کی تلبیس سے ملک کا اسلامی تشخص آہستہ آہستہ مناکر اس منبع نبوت کے اس مقصد عظیم سے ہٹا دیا جائے جو اس کی قوت کا نکتہ ماسکہ ہے۔ اور پاکستان عالم اسلام کو متحدہ کرنے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے قوت سے بھرپور قیادت فراہم کرنے کی جس جملوی راہ پر گامزن ہے، یہود و ہنود اور نصاریٰ کے ایجنڈا پر کام کرنے والے قادیانی اور پرویزی اسے مختلف داخلی و خارجی مسائل میں الجھا کر اس کی روحانی مادی قوت کو تحلیل کرنے کے درپے ہیں تا کہ پاکستان وہ راہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے لہذا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنے والوں کی نشان دہی اور ان کی غیر اسلامی حیثیت کا اصولی تعین نہ کرنا پاکستان دشمنی ہے نہ کہ پاکستان

ایک حالیہ اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ علماء بورڈ کے ایک اجلاس میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے کہ وہ کفر کا فتویٰ لگانے والوں کو ۱۳ سال قید کی سزا دینے کے لیے قانون سازی کرے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک مستقل قانون کی ضرورت ہے جس کی موجودگی میں سیاسی اور ذاتی مفاد کے حصول کے لیے مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والوں کی کڑی گرفت ہونی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی دین کو بازنچہ اطفال بنانے والے باطل والحادی قوتوں کے آلہ کاروں کے لیے بھی قرار واقعی سزا کا قانون ہونا چاہیے جو ملک کی دینی اور نظریاتی حدود کو سہار کرنے اور اس کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی مذموم سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔ وگرنہ پاکستان میں شرعی نظام کا مجوزہ نفاذ بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور مذہبی منافرت کا یہ خطرناک باب کھلا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ مفاد پرست علماء جو فروری اختلافات کی بناء پر آئے دن ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہتے ہیں، یقیناً سخت سزا کے مستحق ہیں لیکن وہ افراد اور ادارے جو باقاعدہ الحادی سازش کے تحت اپنی من گھڑت تالیفات اور باطل نظریات سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت کے مرتکب ہوں اور جو قرآن پاک کی معنوی تحریف کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ بنائیں یا دیگر اساسی ضروریات دین کا انکار کریں، وہ کسی صورت میں بھی کفر و ارتداد کے فتویٰ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیے جاسکتے اور نہ ہی ایسے حضرات جن کے خارج از اسلام ہونے پر اجماع قائم ہو چکا ہے، متحدہ علماء بورڈ کی مراد ہونے چاہئیں۔

غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز، سلمان رشدی، نسلیمہ نسرین وغیرہ کے کفر و ارتداد پر تمام مکاتب فکر کے علمائے امت کا متفقہ اجماع ہے جس کی روشنی میں ان حضرات کو کافر و مرتد قرار دینا کس طرح موجب سزا ہو سکتا ہے بلکہ ان کو کافر و مرتد نہ سمجھنا اور ان کے کفر و ارتداد کے بارے میں شک میں پڑنا بذات خود کفر ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن و سنت کے احکام و ضوابط کی نفی لازم آتی ہے۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کو اور سعودی عرب، کویت، امارات، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، جنوبی افریقہ وغیرہ سے بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو تقریباً ایک ہزار جید علمائے کرام کسی فروری اختلافات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حضرات کے باطل و لحدانہ انکار و نظریات اور دین کے مسلمہ کلیات کے انکار کی بناء پر

فتنے اٹھتے رہتے ہیں جس سے ملک میں بے چینی اور نگرہ کی فضا پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۵۔ دشمنان اسلام اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شعائر اسلام کی بے حرمتی اور دین کا استہزاء کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس قانون کے ذریعے ایسے منافقین کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے فری ہینڈ حاصل ہو جائے گا۔

۶۔ اس قانون کی روشنی میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا باب کھل جائے گا اور کئی مسلمان رشدی، غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے جس سے حالات کے مزید بگاڑ کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ اس مجوزہ قانون کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ ایک کافر کو کافر نہ کہا جائے ورنہ ۱۳ سال کی قید لازم ہو جائے گی۔ یہ نظریہ ہی سراسر طاغوتی ہے اور سیکولر ازم کے جراثیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ کفر و اسلام میں تفریق کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی گئی ہے اور اس کوئی پر خود باری تعالیٰ عزوجل نے دنیا بھر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر۔ اور ہر ایک کے احکامات جدا ہیں۔ اس سے نکاح، وراثت، مساجد، حرم میں داخلہ، باہمی تعلقات کی حدود وغیرہ متاثر ہوں گی جس سے کفر و کفر کی حالت پیدا ہو جائے گی۔

۸۔ مسلمانوں کی جمادی سپرٹ متاثر ہوگی اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی جس سے ملک میں آہستہ آہستہ اسلامی تشخص ختم ہوتا چلا جائے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین اور ملت کی حفاظت اور اسلامی تشخص اور نسبت کو قائم رکھنے کے لیے کافروں کو دوست نہ بنانے اور ان کو اپنے بھید نہ دینے کا حکم دیا ہے اور ایسا قانون جو اسلام و کفر کے قرآنی احکامات سے تجاوز کرتا ہو، فی سبیلہ قابل مواخذہ ہوگا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ تو کافروں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجے اور ایمان اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے اور ہمارا مجوزہ قانون کافر کے کفر کو تحفظ مہیا کرے اور مسلمان کو کافر کے کفر سے بیزاری پر ۱۳ سال قید و جرمناہ کی سزا سنائے۔ یہ قوانین خداوندی کا استہزاء نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۱۔ مجوزہ قانون کے آئندہ امکانی اثرات سے کافر و ملحد اور مرتد ہونے والے مسلمانوں کے قبرستانوں میں بدستور مدفون ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کے علیحدہ قبرستانوں کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا۔

۱۲۔ کفار سے مراد یهود، ہنود، سکھ، عیسائی وغیرہ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمانوں میں سے بھی ضروریات دین کا انکار کرے، دین اسلام کی بے سند تشریح کرے اور من گھڑت تحریف کرے، قرآن کے کسی حکم کا انکار کرے، فریمن رسالت، شعائر اسلام کا استہزاء کرے، سنت کی بیعت کا انکار

تحمہ علماء بورڈ کے اراکین کی یہ مذہبی اور قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی مذہبی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت سے ہرگز صرف نظر نہ کریں اور قادیانیوں اور پرویزوں کی مسحور کن تلوپات اور ان کے دجل کے دھوکے میں نہ آئیں اور اعلائے کلمہ حق کا حق کماحقہ ادا کرتے ہوئے باطل کو بہانگ دہل باطل کہیں۔ اسلام و کفر کی تقسیم کسی کی ذاتی رائے یا صوابدید یا محض اصول و ضوابط یا حکومتی قانون سازی کی پابند نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے منج نبوت کو اس تقسیم و تفریق کی کوئی قرار دیتے ہوئے ملت کو دو واضح گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر۔ اور دونوں میں تعلقات کار کے لیے دو نوک قوانین و ضوابط بھی مرتب فرمائے ہیں جن کی لازمی پابندی ہی سے اپنا اسلامی تشخص قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی تقسیم کو اپنی مصلحتوں کے تابع کرتے ہوئے کسی طرح کی قانون سازی در حقیقت قوانین ابیہ سے محاذ آرائی ہوگی اور ملت اسلامیہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی۔ منج نبوت کے بدترین مخالف، منکرین فریمن رسالت جو قادیانیوں اور پرویزوں پر مشتمل ہیں اور جن کے کفر و ارتداد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں اجماع امت قائم ہو چکا ہے، کے بارے میں تحمہ علماء بورڈ کو اپنا موقف واضح کرنا چاہیے تاکہ وہ ابہام دور ہو جس کا فائدہ اٹھانے کے لیے یہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیوں کو از سر نو مرتب کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں تحمہ علماء بورڈ کو مندرجہ ذیل گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ فروعی اختلافات کی بناء پر کفر کے فتویٰ پر پابندی لگائی جائے اور مرکب افراد کو سزا دینے کے لیے موثر قانون بنایا جائے۔

۲۔ کفر کے ایسے فتویٰ جات جن کا صدور ضروریات دین کے انکار اور اسلام کے اساسی احکامات کی مخالفت، تحریف اور باطل و ملحدانہ تلوپ کے باعث لازم ہو، ان کا راستہ روکنے کی بجائے ان کے بارے میں واضح موقف اختیار کیا جائے اور دین کو بازمیچہ اٹھل بنانے والوں اور اپنی آزادانہ رائے اور مرضی سے اس کا حلیہ بگاڑنے والوں سے دین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بندوبست کیا جائے۔ قانون سازی کرتے وقت اصول و فروع کا اختلاف ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۳۔ اجماع امت کے فیصلوں کو شرعی تحفظ دیا جائے اور اس کے مخالفین کو قانونی سزا دی جائے۔ بصورت دیگر آپ کی مجوزہ سفارشات کی روشنی میں قادیانیوں اور پرویزوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اور دونوں گروہوں کی طرف سے مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنے کے راستے کھل جائیں گے۔

۴۔ مجوزہ قانون کی روشنی میں مسلمانوں میں گمراہی کا پھیلانا آسان ہو جائے گا جبکہ یہ حقیقت عیاں ہے کہ اس دور پر فتن میں آئے روز نئے

۵۔ حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت سے کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلے کرے۔ جس میں ہر مسلک اور مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو۔ اور وہ پیشہ ور سیاسی علماء پر مشتمل نہ ہو بلکہ علمی، تدریسی، فنی اور غیر سیاسی علماء کرام جن کو فتویٰ میں دسترس حاصل ہو، ان پر مشتمل ہو۔ یہ دارالافتاء فروعی اختلاف سے ہٹ کر اصول پر مبنی، جن کا تعلق نصوص فقہیہ سے ہو، فتاویٰ صادر کرے۔

۶۔ دارالافتاء کے قیام کے بعد کوئی شخص کفر کا فتویٰ صادر کرنے کا مجاز نہ ہو۔ مدارس عربیہ اسلامہ میں جو دارالافتاء قائم ہیں، ان کو بھی قانونی حیثیت دی جائے۔ اور وہ سرکاری دارالافتاء کے تابع ہوں جہاں سے ان کے فتاویٰ کی تصدیق ہو۔ اس طرح سے ان فتاویٰ کی حیثیت بھی مستند اور سرکاری ہو جائے گی اور وہ قانونی طور پر نافذ العمل ہوں گے۔ اگر یہ تجاویز قبول کی جائیں تو دارالافتاء کے نظام کی تفصیل مہیا کی جاسکتی ہے۔

بقیہ: کائنات میں غور و فکر

گمراہیوں سے یہ آواز سنئے۔

”ہاں اے کائنات کے خالق و مالک! آپ نے یہ وسیع و عریض کائنات بے کار اور عبث تو پیدا نہیں کی بلکہ ایک عظیم منصوبے کے تحت ایک مقصد کے لیے پیدا کی ہے اور اس مقصد کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ (رب العالمین) نے اس زمین پر اپنے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندے (رسول و نبی) بھیجے اور آخر میں اپنے سب سے بڑے نمائندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ قرآن حکیم کی آیات بینات سے تمام انسانیت کو سمجھائیں کہ کائنات اور اس میں انسان صرف طبعی قوانین (Physical Laws) کے تحت ارتقائی عمل (Evolutionary Process) کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ رب کائنات کی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ تاکہ انسان رب تعالیٰ کے نشریعی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اس کی رضا کا طالب ہو اور یوں وہ یہاں بھی اور مرنے کے بعد والی حقیقی زندگی یعنی آخرت میں کامیاب ہو۔“

کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو کر زمرہ کفار یعنی ملت کفر میں شامل ہو جائے گا اور اسلامی قانون کی رو سے مرتد کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اس کے لیے وہی احکامات ہوں گے جو دیگر کفار کے لیے مقرر ہیں اور اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ یہ کون سا قانون بتایا جا رہا ہے کہ جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے تو کافر قرار دیں لیکن اسے کافر کہنے پر ۱۳ سال قید کی سزا دی جائے۔ ایسا اقدام تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا اور پاکستانی مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ لہذا یہ بہتر ہو گا کہ اس قانون کی شرعی تشریح کر کے علماء اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے مزید یہ کہ اس قانون کے سائے میں پاکستان میں وسیع پیمانے پر بلا روک ٹوک دجل پھیلے گا اور ارتداد کا راستہ کھل جائے گا اور پاکستان مزید فتنوں کا شکار ہو جائے گا۔

تجاویز:

۱۔ حکومت جو قانون سازی کرے، اس میں قادیانیوں اور پرویزوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے کیونکہ ان دونوں کے کفر پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔

۲۔ فرقہ واریت پر قابو پانے کے لیے اقدامات کے ساتھ ساتھ ارتداد کے پھیلانے والے مرتدین کی شرعی حد سزائے موت مقرر کی جائے تاکہ آئندہ کسی شخص کو شعائر اسلام کی بے حرمتی، ضروریات دین اور فرہان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا انکار یا قرآنی آیات کو جھٹلانے اور اجماع امت کے فیصلے کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے اور غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی شکل میں کوئی اور مرتد پیدا نہ ہو سکے۔

۳۔ قادیانی اور پرویزی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ لمحہ جماعتیں ارتداد پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ یہ اپنا نام بدل کر کسی اور روپ میں اپنے دجل کو جاری رکھ سکتی ہیں لہذا صدر اور وزیر اعظم پاکستان اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے قانون سازی کرتے وقت تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھیں تاکہ مذہبی منافرت کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ ارتداد کا بھی خاتمہ ہو۔ یہ آپ کا تاریخ ساز فیصلہ ہو گا اور سب کو قبول ہو گا۔

۴۔ قانون سازی کے لیے شیعہ اور سنی موقف میں توازن و مساوات لازمی ہے جس طرح اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بالخصوص خلفائے راشدین، اہل بیت منین سے بھی بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام تسلیم کیا جائے۔ وگرنہ قانون غیر متوازن اور ناقص رہے گا اور مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

## مولانا احمد صادق ڈیسانی اور مولانا ساجد عثمان کی رہائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی و محترمی جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ! یہ سن کر آپ کو یقیناً مسرت ہوگی کہ خدام القرآن ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا احمد صادق ڈیسانی اور خدام القرآن ٹرسٹ کے چیئرمین مولانا محمد ساجد عثمان صاحب جیل سے رہا ہو گئے ہیں۔ ٹرسٹ کے مذکورہ مرکزی رہنماؤں کو دیگر تین ساتھیوں کے ہمراہ بنگلہ دیش پولیس نے ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء کو رات ڈھائی بجے اس وقت گرفتار کر لیا تھا جب وہ ڈھاکہ میں موجود خدام القرآن کے آفس میں آرام فرما رہے تھے۔ پچاس سے زائد گاڑیوں پر مشتمل اڑھائی سو کے لگ بھگ پولیس نفری نے دفتر کا محاصرہ کر کے ان کو گرفتار کیا اور دونوں مرکزی افراد کو ایک ہی ہتھیاری لگا کر نامعلوم مقام پر منتقل کیا گیا۔ ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس نے گرفتاری کے سلسلہ میں وارنٹ دکھائے اور نہ ہی اس اچانک شب خون کی وجوہات بیان کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ سی آئی ڈی پولیس نے ایک ہفتہ تک غیر قانونی حراست میں رکھا اور اس دوران مسلسل ذہنی ٹارچہ کیا جاتا رہا۔ ملکی و غیر ملکی مختلف ایجنسیاں ان سے تحقیقات کرتی رہیں۔ اسی دوران خدام القرآن کے دفتر سے تمام سلمان بھی پولیس اٹھا کر لے گئی جس میں خدام القرآن ٹرسٹ کے زیر اہتمام بنگلہ دیش میں چلنے والے ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس کا مکمل ریکارڈ تھا۔ اس ریکارڈ میں استلوں کے مکمل کوائف سے لے کر مدرسہ کا محل وقوع، بچوں کی تعداد، نام اور ان کی ماہانہ کارکردگی رپورٹیں بھی موجود تھیں۔ اسی سلمان میں ٹرسٹ کے قائدین کے پاسپورٹ، ٹکٹ اور دوسری سفری دستاویزات بھی تھیں۔ ایک ہفتہ کی غیر قانونی حراست کے بعد پولیس نے ان کو عدالت میں پیش کر کے باقاعدہ رہنماؤں حاصل کیا جو ۲۱ دن تک جاری رہا۔ اس دوران بھی مختلف طریقوں سے تفتیش جاری رہی۔ دوران رہنماؤں ان پر جو الزامات عائد کیے گئے، وہ مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) اسلامہ بن لادن کے ساتھی ہیں۔

(۲) خدام القرآن کے تحت چلنے والے ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس اسلامہ کی لہاد سے چل رہے ہیں۔

(۳) ۵۰۰ کے قریب دینی مدارس حقیقت میں ٹریننگ سینٹر ہیں۔ ان میں باقاعدہ عسکری تربیت دی جاتی ہے۔

(۴) خدام القرآن کا مقصد ایٹ انڈیا کمپنی کی طرز پر انقلاب برپا کر کے بنگلہ دیش کو دوبارہ پاکستان کا حصہ بنانا ہے۔

(۵) حرکت الجہاد الاسلامی سے تعلق ہے اور یہاں پر مذکورہ جماعت کو مالی سپورٹ کر رہے ہیں۔

(۶) طالبان سے تعلق ہے اور یہاں جو کام ہو رہا ہے، یہ طالبان کا راستہ ہموار کرنے کے لیے ہے۔

(۷) اسلامہ بن لادن سے متعلقہ لکھی گئی ایک کتاب کو مالی سپورٹ کی ہے۔

(۸) آزاد خیال شاعر شمس الرحمن پر قاتلانہ حملہ میں ملوث ہیں۔

(۹) دیگر مقامی بنگالیوں کے ساتھ مل کر ۱۳ افراد نے بغاوت کی کوشش کی ہے۔

پولیس نے ان حضرات کو خطرناک مجرم قرار دیا اور دوران رہنماؤں ان کو کسی قسم کے رابطہ کی اجازت نہ دی گئی۔ رہنماؤں ختم ہونے کے بعد سی آئی ڈی پولیس کی تفتیشی ٹیم نے، جس کا سربراہ بدنام زمانہ پولیس افسر عبد القہار اخوند تھا جس نے مجیب الرحمن قتل کیس کی بھی تحقیقات کیں، عدالت سے جیل بھیج دیا۔ چونکہ پولیس عدالت میں کوئی مضبوط کیس پیش نہ کر سکی اس لیے اسے خطرہ تھا کہ ضمانت منظور ہو جائے گی۔ اس لیے حکومت نے ۲۱ ایم پی کے تحت ان کو جیل میں ہی نظر بند کر دیا۔ اس دوران ان کی ضمانت بھی منظور ہو گئی لیکن نظر بندی کی وجہ سے وہ غیر موثر ہو کر رہ گئی۔ خدام القرآن نے نظر بندی کو بھی ہائی کورٹ میں چیلنج کیا اور ہائی کورٹ نے اسے غیر قانونی قرار دیتے ہوئے نظر بندی کے فوری خاتمہ کا حکم دیا لیکن حکومت جس کی طرف سے ایک انٹرنی جزیل اور ۱۱ وکلاء اس کیس کی پیروی کر رہے تھے، نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی اور ۱۵ دن کاٹے لے لیا۔ لیکن حکومت سپریم کورٹ میں بھی کوئی جواز پیش نہ کر سکی اور سپریم کورٹ نے بھی ہائی کورٹ کے فیصلہ کی توثیق کر دی۔ لیکن اس دوران حکومت نے ان حضرات کے خلاف بغاوت کا ایک اور مقدمہ قائم کر دیا۔ چنانچہ نظر بندی ختم ہونے کے باوجود یہ جیل سے باہر نہ آسکے۔ نظر بندی کے دوران ان کو کسی سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی اور نہ ہی کوئی رابطہ کرنے دیا گیا۔ حتیٰ کہ اپنے وکیل سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔ لیکن اس دوران بنگلہ دیش میں حکومت کے اس اقدام کی مسلسل مذمت کی جاتی رہی۔ بڑے بڑے احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں، جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے مختلف ذرائع سے حکومت پر دباؤ ڈالا۔ اسی

بقیہ: کلمہ حق

کریں جو اسلام اور کفر کی تیزجی کشمکش کے حوالہ سے انہیں مطمئن کرتا ہو کہ وہ اس میں عملاً شریک ہیں اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے بغیر شیخ عمر اور الہاجرون کا شکوہ کرنا اور ان سے بے زاری کا اظہار کرنا سنجیدہ علماء کو زیب نہیں دیتا۔ میرے خیال میں یہ صورت حال صرف برطانیہ میں نہیں بلکہ خود مسلمان ممالک میں بھی درپیش ہے۔ کیونکہ ہماری دینی جماعتیں اور مراکز آج کے عالمی حالات کے تناظر میں اپنی نئی پود کو مطمئن کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ دینی جماعتیں، علماء کرام اور دینی مراکز اپنے پہلے سے طے شدہ طریق کار اور دائرہ عمل میں نئی نسل کو پابند دیکھنا چاہتے ہیں مگر نئی پود کا باشعور نوجوان آج کی عالمی صورت حال اور نئے معروضی حقائق کے تناظر میں نئی صف بندی کا تقاضا کر رہا ہے۔ خیر بات بہت دور نکل گئی۔ تذکرہ ”الہاجرون“ کی ریلی کا ہو رہا تھا جو انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کے دن ساؤتھ آل براڈوے لندن میں اسلام کے تعارف اور دعوت کے عنوان سے منعقد کی۔ یہ ریلی موٹر کاروں کی تھی۔ کاروں کا ایک کارواں تھا جو کلمہ طیبہ والے پرچم بلند کیے اور پوسٹر سکرینوں پر سجائے دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کاروں میں لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی جو لمبے لمبے چوٹے اور سکارف پہنے ہوئے تھیں۔ لڑکے الگ گاڑیوں میں اور لڑکیاں الگ گاڑیوں میں تھیں۔ گاڑیوں کے ساتھ کچھ نوجوان بیئر اٹھائے پیدل چل رہے تھے۔ کچھ گاڑیوں میں شیپ ریکارڈر چل رہے تھے جن سے قرآن کریم کی تلاوت نشر ہو رہی تھی۔ ایک گاڑی میں لاؤڈ سپیکر نصب تھا جس سے اسلام، خلافت راشدہ اور جہاد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ کچھ نوجوان ریلی کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے لوگوں اور دکانوں میں اسلام کے بارے میں لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور پولیس کی گاڑیاں آگے اور پیچھے ریلی کی نگرانی کر رہی تھیں۔

میں لوکل بس کے ایک سٹاپ پر سٹیڈ کے پیچھے چھپ کر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ خیال تھا کہ سامنے ہوا تو نوجوان دیکھ کر ساتھ چلنے کے لیے کہیں گے کیونکہ ان میں بہت سے شناسا چہرے تھے۔ اس طرح سفر سے رو جاؤں گا مگر ہوا یہ کہ ریلی کے گزر جانے کے بعد بس آئی تو خلاصا وقت گزر چکا تھا چنانچہ جب بھانگ بھاگ و کوریہ کوچ سٹیشن پہنچا تو جس بس پر میری سیٹ تھی، وہ پانچ منٹ پہلے اپنے وقت پر روانہ ہو چکی تھی اس لیے اس سے اگلی بس کے لیے دوبارہ سیٹ بک کرانی۔

دوران وہاں کے وزیر قانون نے ساؤتھ افریقہ کا دورہ کیا اور وہاں کے علماء نے بھی حکومت کی شدید مذمت کی اور علماء کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ساؤتھ افریقہ گورنمنٹ نے بھی اپنے شہری ہونے کے حوالہ سے سرپرست اعلیٰ کا بھرپور دفاع کیا۔ چنانچہ ۳ جون کو مولانا احمد صادق ڈیپلومی اور ۱۳ جون کو مولانا محمد ساجد عثمان صاحب اور دیگر ساتھیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ ان حضرات کو باقی تمام کیسوں میں بری کر دیا گیا اور صرف دو کیسوں میں ان کی ضمانت ہوئی۔ تاہم ان حضرات کے پاسپورٹ وغیرہ ابھی تک ضبط ہیں اور جب تک کیس ختم نہ ہو جائے، بظاہر ان کے لیے سفر کرنا مشکل ہے۔ تاہم خدام القرآن کے چیئرمین مولانا محمد ساجد عثمان صاحب نے رہائی کے فوراً بعد بنگلہ دیش کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ادارہ کے تحت چلنے والے تمام مدارس کے اساتذہ اور متعلقین کا بھرپور اجلاس بلایا اور اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ خدام القرآن نے دینی مدارس قائم کرنے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے، یہ نہ صرف قائم و دائم رہے گا بلکہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری گرفتاری کے پیچھے کن لوگوں کا ہاتھ ہے اور ہمارے کام سے کن لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ انہوں نے کہا، بنگلہ دیش ایک اسلامی ملک ہے اور دینی تعلیم یہاں کے بچوں کا بنیادی حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہمارے پاس جو پچاس ہزار سے زائد بچے زیر تعلیم ہیں، یہ وہ بچے ہیں جن سے مشنری ادارے توقعات وابستہ کیے ہوئے تھے۔ گویا ان بچوں کو عیسائیت کی گود سے چھین کر اسلام کی گود میں ڈالا گیا۔

مولانا محمد ساجد عثمان نے علماء پر زور دیا کہ وہ اس قسم کے حالات سے گھبرائیں نہیں بلکہ ایسے حالات اہل حق کا ورثہ ہیں۔ باطل نے ہر دور میں حق اور اہل حق کو ختم کرنے کے لیے اس قسم کے اوجھے جھکنڈے استعمال کیے لیکن اسے ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔ انہوں نے ایسے تمام افراد کا بھرپور شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کی گرفتاری پر صدائے احتجاج بلند کیا یا ان کی رہائی کے سلسلہ میں داسے، درے منجھنے کسی قسم کی کوشش کی۔

مولانا محمد ساجد عثمان صاحب کی اگرچہ ضمانت منظور ہو چکی ہے اور ایک مرتبہ وہ جیل سے باہر نکلنے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں تاہم حکومت نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے اور سی آئی ڈی اسے اپنی ہزیمت اور رسوائی سے تعبیر کر رہی ہے۔ چنانچہ سازشیں ابھی تک جاری ہیں اور کیس کو بگاڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت کے واضح احکامات کے باوجود انہیں پاسپورٹ نہیں دیے جا رہے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ باطل کی تدابیر کو انہی پر الٹ دے اور حق کو سرخرو فرمائے۔ اسلامی ممالک بالخصوص بنگلہ دیش کی سرزمین کو غیر مسلم این جی اوز سے پاک فرمائے اور مسلمان قوم کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

عبد الحمید عباسی - وائس چیئرمین خدام القرآن ٹرسٹ - راولپنڈی

## ڈاکٹر مائیکل براؤن کے ساتھ ایک نشست کی روداد

امریکن سنٹر اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل اینرز کے زیر اہتمام تقریب میں امریکی خارجہ پالیسی کے حوالہ سے لیکچر میں امریکی خارجہ امور کے ماہر ڈاکٹر مائیکل براؤن جب یہ کہہ رہے تھے کہ اگر پاکستان یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ مسئلہ کشمیر حل کرے گا تو پھر یہ مسئلہ آئندہ پچاس سال میں بھی حل نہیں ہوگا تو ہال میں مجھ پر ہنسنے کی زبان اس کے دانتوں کے نیچے رہ گئی۔ مائیکل براؤن نے واضح الفاظ میں کہا کہ امریکہ دنیا میں صرف اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور اس کے نزدیک کوئی بھی مسئلہ بطور مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ امریکن سنٹر نے لیکچر کا اہتمام صرف اور صرف پاکستانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کیا تھا۔ گو کہ تقریب کے شرکاء کی اکثریت امریکہ نواز تھی مگر پھر بھی ایک آدمی نے اس لیکچر کے بعد اس ساری گفتگو کے حوالہ سے زچ ہوتے ہوئے سوال کیا کہ اگر امریکہ کا یہی رویہ رہا تو پھر پاکستان میں ہم جیسے لبرل لوگ قوتیں نہایت کمزور ہو جائیں گی مگر اس فریاد کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور مائیکل براؤن نے آرام سے کہا کہ امریکہ کو اس بات سے بھی سروکار نہیں ہے۔ آپ یہ بات نہ نظر رکھیں کہ امریکہ صرف اور صرف اپنے مفادات کو مد نظر رکھتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ آخر امریکہ اس مسئلہ میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے، تو اس نے کہا کہ پہلی بات یہ سامنے رکھیں کہ امریکہ کے پاس اتنے پتے نہایت محدود تعداد میں ہیں جن سے وہ بھارت کو دباؤ میں لا سکتا ہے اور وہ یہ پتے مسئلہ کشمیر پر ضائع نہیں کر سکتا۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے، اس کے امریکہ سے تجارتی تعلقات بھی محدود سطح پر ہیں لہذا ہمارے دباؤ ڈالنے کے جو بھی محدود راستے ہیں، وہ اس مسئلے پر ضائع نہیں کیے جاسکتے۔ مائیکل براؤن نے کہا کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے اب تک امریکہ نے زمینی افواج صرف اور صرف پانچ روز کے لیے اہم کی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ امریکی عوام دنیا کے مسائل کے لیے کسی بھی قسم کا کوئی درد سر لینے کو تیار نہیں نہ ہی امریکہ کے بطور دنیا کے پولیس من کے کردار کو امریکی عوام میں مقبولیت حاصل ہے بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ گلف کی جنگ سے قبل اس وقت کے امریکی صدر جارج بش کو امریکی عوام کو قائل کرنے کے لیے کس قدر محنت کرنا پڑی مگر پھر بھی وہ الیکشن ہار گئے۔ اس طرح صومالیہ میں فوج بھیجنے کے فیصلہ کو جارج بش نے صرف الیکشن کی وجہ سے زیر التوا رکھا اور انتخابی عمل مکمل ہو جانے کے بعد انہوں نے صومالیہ میں فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔ امریکی عوام چاہتے ہیں کہ امریکی حکومت صرف ان کے مفادات سلجھانے پر توجہ دے۔

اس تقریب کے آخر اور شروع ہونے سے قبل غیر رسمی گفتگو کے دوران جب یہ پوچھا گیا کہ امریکی آخر ہمارے ملک کے وزیر اعظم کے بارے میں یہ منفی تاثر کیوں پھیلا رہے ہیں کہ انہوں نے کلشن کے ساتھ نشست نہیں کیا یا دوسری ملاقات نہیں ہوئی بلکہ صرف فونو سیشن کے لیے درخواست کی گئی تھی۔ ملاقات ۳۰ منٹ کی نہیں ۲۰ منٹ کی تھی، یا ملاقات نواز شریف کی درخواست پر ہوئی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ ہمیں الزام دینے کی بجائے اپنی قیادت کو سچ بولنے پر قائل کریں۔ اس موقع پر اس نے کہا کہ آپ دیکھیں کہ مونیکا لیونسکی والا سارا معاملہ صرف جھوٹ بولنے کی وجہ سے زور پکڑا۔ اس ساری صورت حال میں سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر اس قسم کا لیکچر رکھنے کے کیا مقاصد تھے؟ کہیں امریکہ نواز شریف کی کردار کشی کی کوئی مہم تو نہیں چلا رہا، یہ کیسے ممکن ہے کہ نواز شریف نے مل کلشن سے ملاقات کے حوالہ سے جو بھی تفصیلات بتائی ہیں، وہ سب جھوٹ ہیں اور صرف وہی سچ ہے جو امریکہ کہہ رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ امریکہ سارے منظر کو دھندلا کر کے اس میں سے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو مگر مائیکل براؤن نے اپنے لیکچر کا اختتام جب اس بات پر کیا کہ امریکہ کی اس خطہ میں واحد دلچسپی یہ ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی جنگ نہ ہو۔ اس بات کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر پاکستان بھارت کے ساتھ یہ معاہدہ کر لے کہ یہ ایٹمی جنگ نہیں کریں گے تو پھر آپ جتنی مرضی چاہیں روایتی جنگ کر لیں، امریکہ کو کوئی اعتراض نہیں۔ یعنی پاکستان بھارت کی طرف سے ایٹم بم پہلے استعمال نہ کرنے کا معاہدہ کرنے کی پیشکش قبول کر لے۔ مائیکل براؤن کا موقف تھا کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ ابھی تک کسی مستقل خارجہ پالیسی کی تلاش میں ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امریکہ کا رویہ دنیا کے اہم معاملات میں نہایت غیر ذمہ دارانہ ہے۔ مائیکل براؤن نے صاف الفاظ میں کہا کہ امریکہ کو مختلف مواقع پر اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی پر کوئی ندامت نہیں ہے۔ نواز شریف نے کلشن کے پانچ فون سن کر بھی ایٹمی تجربات کرنے کا فیصلہ تبدیل نہیں کیا اور پاکستان دنیا کی پہلی اسلامی ایٹمی ریاست بن گیا اس لیے اب امریکہ دنیا کے طول و عرض میں پاکستان، اس کی سیاسی قیادت اور فوج کے بارے میں منفی تاثر پھیلا کر بدلہ لینا چاہتا ہے۔ ممکن ہے اس لیکچر کا اہتمام بھی اس مقصد کے لیے کیا گیا ہو اس لیے ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔ (روزنامہ نوائے وقت - ۲۰ جولائی ۱۹۹۹ء)

## امریکی شرائط مسترد کر کے ملا محمد عمر نے عالم اسلام کے جذبات کی ترجمانی کی ہے

دیگر مسلم ممالک بھی اس سے سبق حاصل کریں۔ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر

پچاس برس کی تاریخ شہد ہے کہ پاکستان کو جو نقصان بھی پہنچا اس کے پیچھے امریکی سازش کار فرما رہی ہے اس لیے مسئلہ کشمیر کے بارے میں امریکہ پر اعتماد کرنا اور اس کے کسی دباؤ کو قبول کرنا بے حیبتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین نے دس سال کی طویل جدوجہد اور بے پناہ قربانیوں کے ساتھ میدان جنگ میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں، انہیں امریکی خواہشات کی نذر کر دیا گیا ہے۔ مولانا درخواستی نے کہا کہ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم مسلسل امریکی تسلط کا شکار ہیں اور ہمارے حکمرانوں میں امریکہ سے یہ کہنے کا حوصلہ نہیں ہے کہ ہم اپنے فیصلے خود کریں گے اور اپنے قومی مفادات کے خلاف کوئی دباؤ قبول نہیں کریں گے، انہوں نے ملک کی تمام دینی و سیاسی جماعتوں سے پر زور دیا ہے کہ اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ امریکی تسلط سے نجات حاصل کرنا ہے اس لیے امریکی پالیسیوں اور مداخلت کے خلاف ملک کی رائے عامہ کو منظم کرنے اور امریکہ کے خلاف پر جوش تحریک چلانے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم اپنے فیصلے خود کرنے کا اختیار حاصل نہیں کریں گے اس وقت تک کسی مسئلہ کو حل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ مولانا فداء الرحمن درخواستی نے کشمیری مجاہدین کے ساتھ مکمل یک جہتی اظہار کرتے ہوئے انہیں بھرپور حمایت و تعاون کا یقین دلایا ہے۔

### آکسفورڈ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام

مغربی دنیا کے معروف تعلیمی مرکز ”آکسفورڈ“ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی طرز پر ”دارالعلوم ندوۃ العلماء“ آکسفورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ندوہ کے دو ممتاز فضلاء مولانا ریاض احمد ندوی اور مولانا محمد اکرم ندوی اس دینی درسگاہ کے قیام میں پیش پیش ہیں جبکہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے نواسے مولانا سید سلمان حسینی ندوی دارالعلوم آکسفورڈ کے تعلیمی بورڈ کے چیئرمین ہیں۔

مجلس عمل علماء اسلام پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے امارت اسلامی افغانستان کے سربراہ ملا عمر کی طرف سے امریکی شرائط مسترد کرنے کے اعلان کا پر جوش خیر مقدم کا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کے امیر المومنین نے امریکی امداد کو قبول نہ کرنے کا اعلان کر کے اسلامی حیبت و غیرت کے مظاہرہ کیا ہے اور پورے عالم اسلام کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کا طریقہ واردات ہی یہی ہے کہ وہ امداد اور قرضوں کے نام پر غریب ملکوں کو گھیرے میں لیتے ہیں اور سو در سو در کی لعنت کے نتیجے میں کس کر پھران پر اپنی مرضی کی شرائط مسلط کر دیتے ہیں اور قرضے اور امداد کی آڑ میں اپنا فلسفہ اور ثقافت دنیا میں پھیلاتے ہیں جس کا عملی مظاہرہ ہم عرب ممالک بلکہ خود پاکستان میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نے کہا کہ طالبان کی اسلامی حکومت نے افغانستان میں قناعت کی زندگی اختیار کر کے اور بیرونی قرضوں اور امداد سے استغنا ظاہر کر کے خلفاء راشدین کی یاد آواز کر دی ہے اور جب تک امارت اسلامی افغانستان اس خالص اسلامی طریقہ پر قائم رہے گی، دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔

انہوں نے کہا کہ دنیا کی تمام مسلم حکومتوں کو طالبان کی غیور اسلامی حکومت سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور بیرونی امداد اور قرض کی معیشت سے نجات حاصل کر کے ساوگی اور قناعت کی بنیاد پر اسلامی نظام معیشت اختیار کرنا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر ہم نہ اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں اور نہ ہی کفر و ظلم کے نظام سے نجات حاصل کر کے اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔

کشمیر کے بارے میں امریکی دباؤ قبول کرنا بے حیبتی ہے

مولانا فداء الرحمن درخواستی

پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمن درخواستی نے کارگل مجلہ کے بارے میں امریکی صدر بل کلنٹن اور پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے مشترکہ اعلامیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کے ساتھ دغا کیا ہے اور گزشتہ

۳ جولائی ۱۹۹۹ء کو ”دارالعلوم آکسفورڈ“ کے افتتاح کی باضابطہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مولانا سید سلمان حسینی ندوی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے جبکہ دیگر خصوصی مہمانوں میں کویت کے الشیخ محمد العقبلی

جلسہ کے اختتام پر مسجد ابوبکر ساؤتھ آل لندن کے منتظمین حاجی محمد اشرف خان، عبد السار شاہد اور حاجی محمد حنیف خان نے جلسہ کے شرکاء اور معزز مہمانوں کے اعزاز میں عشاءِ دیا۔

### نوٹنگھم میں سیرت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

عالمی جماعت اہل سنت نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ کی قبر کی بے حرمتی کے مبینہ واقعہ پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے سعودی عرب کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں اصل صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کو اہتمام میں لیا جائے۔ یہ مطالبہ عالمی جماعت اہل سنت کی سالانہ سیرت کانفرنس میں ایک قرارداد کی صورت میں کیا گیا جو منی مسجد نوٹنگھم (برطانیہ) میں مولانا کریم اللہ خان کی زیر صدارت منعقد ہوئی اور جس سے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ الحدیث مولانا سید سلمان حسینی ندوی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے راہنما مولانا قاری ضیاء احمد عمر، منی ٹرسٹ نوٹنگھم کے چیئرمین ڈاکٹر اختر الزمان غوری، کل جماعتی کشمیر رابطہ کمیٹی کے صدر مولانا قاری تصور الحق اور ان کے علاوہ مولانا اورنگزیب خان، مولانا محمد لقمان، مولانا محمد عرفات، مولانا قاری سید ابرار حسین شاہ، مولانا محمد حسین اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ کی قبر مبارک کے بارے میں عالمی جماعت اہل سنت کے کنوینر مولانا رضوان الحق سیاحوی نے قرارداد پیش کی جو کانفرنس میں متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین اور مقدس خاندان کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی عقیدت و محبت ایک فطری امر ہے اور کسی بھی حکومت کو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اس لیے سعودی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اطلاع کے بارے میں اصل اور صحیح صورت حال سے ملت اسلامیہ کو باخبر کرے کہ خدا نخواستہ سیدہ آمنہ کی قبر مبارک مسمار کر دی گئی ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا ہے تو یہ بات پورے عالم اسلام کے لیے قطعی طور پر ناقابل برداشت ہوگی۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "سیرت" کا اصل معنی چلنا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے پر چلے، وہی ان کی سیرت ہے اس لیے سیرت صرف وعظ کہنے یا بیان کرنے اور سننے کا نام نہیں ہے بلکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کو سیرت کہا جاتا ہے اور سیرت کے نام پر اجتماعات کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات اور حالات سے واقفیت حاصل کی جائے اور خود کو اس سانچے میں ڈھالنے کا عزم کیا جائے۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصور، جامعہ اہدئی نوٹنگھم کے پرنسپل مولانا رضوان الحق سیاحوی اور بزرگ عالم دین مولانا مفتی محمد اسماعیل کھلموی شامل تھے۔

تقریب میں برطانیہ کے مختلف شہروں سے ارباب علم و دانش کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور مولانا سید سلمان ندوی، مولانا ریاض ندوی اور دیگر مقررین نے دور حاضر کی علمی ضروریات کے ساتھ ساتھ دارالعلوم آکسفورڈ کے مقاصد اور پروگرام پر روشنی ڈالی۔

تقریب کے شرکاء کو بتایا گیا کہ مغربی معاشرہ کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ندوۃ العلماء لکھنؤ کی طرز پر دینی علوم و فنون کا پانچ سالہ مختصر نصاب شروع کیا جا رہا ہے۔ دارالعلوم کا بنیادی ہدف یہ ہے کہ فارغ التحصیل علماء کرام اسلام اور ملت اسلامیہ کو درپیش آج کے چیلنج کو سمجھیں اور ان میں اس کے مقابلہ کی استعداد اور صلاحیت پیدا کی جائے۔

### کشمیری مجاہدین کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار

ابوبکر مسجد ساؤتھ آل لندن میں منعقدہ ایک جلسہ میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ کشمیر کی آزادی کا واحد راستہ جلا ہے اور کارگل کی پازویوں سے مجاہدین کو واپس بلانے کا فیصلہ جلا کشمیر کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے۔ جلسہ سے جماعت اسلامی آزادی کشمیر کے امیر جناب عبد الرشید تڑابی ایم ایل اے، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور آل جموں و کشمیر جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا قاری محمد عمران خان جماعت کشمیری نے خطاب کیا اور اس میں علاقہ کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

جناب عبد الرشید تڑابی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجاہدین کسی کے کہنے پر کارگل نہیں گئے تھے بلکہ یہ ان کا اپنا جذبہ ہے جس نے انہیں بھارتی فوج کے خلاف صف آرا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر اور پاکستان کی دینی جماعتیں کشمیری مجاہدین کی پشت پناہی کے لیے متحد ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جلا افغانستان کی برکت سے پوری دنیا میں جلا کا عمل زندہ ہو چکا ہے اور کشمیر، فلسطین، کوسوو، مورو، اراکان، چیچنیا اور دیگر خطوں میں مجاہدین آزادی جلا کے جذبہ سے سرشار ہو کر کفر کے خلاف برسریا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام کی جنگ اپنی آزادی اور جائز حقوق کی جنگ ہے اس میں دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کو ان کی کھل کر حمایت کرنی چاہیے۔ مولانا محمد عمران خان جماعت کشمیری نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جلا اسلام کا مقدس فریضہ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے اور کشمیری مجاہدین اس سنت پر عمل کرتے ہوئے جو بے پناہ قربانیاں دے رہے ہیں، وہ رائیگاں نہیں جائیں گی اور کثیر بالاخر آزاد ہو کر رہے گا۔

## ایک عیسائی جوڑے کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری ڈاکٹر غلام احمد نقشبندی کے ہاتھ پر دو عیسائی جوڑوں (۱) طارق مسیح ولد جلال مسیح اور ساجدہ دختر نواب مسیح (۲) گلشن مسیح اور بھولی مسیح نے اسلام قبول کیا۔ موخر الذکر جوڑے کے اسلامی نام کلثوم اور مشتاق احمد رکھے گئے۔ عدالتی اجازت کے بعد دونوں جوڑوں کا نکاح بھی کر دیا گیا۔ اللہ انہیں دین حق پر استقامت عطا کرے، آمین۔

## مولانا محمد رابع حسنی ندوی کا مکتوب گرامی

مکرم و محترم جناب ابو عمار زاہد الراشدی صاحب - زید محمد مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ ملا، خوشی ہوئی، آپ حضرات اعلام اور ذہن سازی کا اسلامی کام انجام دے رہے ہیں، وہ ہم کو بہت وقیع محسوس ہوتا ہے اور ہم کو آپ کے کام کی بڑی قدر ہے، اس وقت اس کام کی بے حد ضرورت ہے۔

غیر مسلموں میں اسلام کا تعارف اور مسلمانوں میں اسلامی ذہن سازی اور یہ عملی سیاست اور گروہی عصیبت کے اس خطرناک دور میں اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ سنجیدہ اور ٹھوس طریقہ سے کام کیا جائے۔ "الشریعہ" کے پرچے عام طور پر نہیں پہنچتے۔ آپ نے چند پرچے بھیجے ہیں ان شاء اللہ مطالعہ کروں گا۔ مجھے یہ پرچہ پسند ہے۔ اس میں مفید ڈھنگ سے کام انجام دیا جا رہا ہے۔

حضرت مولانا کا مرض تو الحمد للہ دور ہو گیا ہے لیکن کمزوری باقی ہے، ان کا سفر یورپ تو بہت مشکل ہے۔ اگر بغرض محمل ہوا تو ان شاء اللہ اطلاع دیں گے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

مخلص محمد رابع حسنی ندوی  
مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانا اور انہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روشناس کرانا دنیا کے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور غیر مسلم اکثریت کے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا اہتمام کریں اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کے مطابق انسانی سوسائٹی کو جرائم اور برائیوں سے پاک کرنے کے لیے محنت کریں۔

انہوں نے کہا کہ انسانی معاشرہ آج پھر اسی جاہلیت کا شکار ہے جس جاہلیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو نجات دلائی تھی اور آج جس تمدن کو یورپ اور مغرب کے لوگ ترقی اور تہذیب کے عنوان سے پیش کرتے ہیں، یہ وہی جہلانہ انداز اور معاشرت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب معاشرہ میں رائج تھی اس لیے اس جاہلیت کے خاتمے کے لیے ہمیں اسی طرز پر محنت کرنا ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہمیں ملتی ہے۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم اور سنت رسول آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور سنت نبوی کو بنیاد تسلیم کیے بغیر کسی مسلمان کا قرآن کریم پر ایمان ممکن ہی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کی اصل تعبیر و تشریح وہی ہے جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کی صورت میں تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے اور اس سے ہٹ کر قرآن کریم کی کوئی بھی تشریح اور تعبیر گمراہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نمائندہ قرار دے کر قرآن کریم میں یہ ہدایت کر دی ہے کہ وہ جس کام کے کرنے کا حکم دیں، وہ کرو اور جس کام سے روکیں اس سے رک جاؤ تو اس کی روشنی میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بھر کے تمام ارشادات قرآن پاک کی تعلیمات ہی کا حصہ قرار پاتے ہیں۔

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے راہنما مولانا قاری خبیب احمد عمر جہلمی نے سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ ازواج مطہراتؓ خلفاء راشدینؓ محدثینؓ فقہاءؓ اور اولیاء کرامؓ کی محبت و عقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور اوب و عقیدت ہی سے کسی مسلمان کو ایمان کی حقیقی لذت حاصل ہوتی ہے۔

انہوں نے پاکستان میں توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون میں ردوبدل کے لیے بیرونی دباؤ کی شدید مذمت کی اور کہا کہ اس سلسلہ میں ہم پر دباؤ ڈالنا ہمارے ایمان اور دین کے معاملات میں مداخلت ہے جسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت اور ناموس صحابہ کرامؓ کے تحفظ کے لیے مسلمان کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔

یوسف علیہ السلام کے خلاف جھوٹا الزام عائد کر کے اس کا فیصلہ بھی نمود ہی صادر کر دیا تھا۔ بہر حال ہم ہم این جی اوز کے بارے میں حکومتی تحقیقات اور کارروائی کی حمایت کرتے ہیں اور متعلقہ حکام سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں کسی اندرونی اور بیرونی دباؤ کا شکار نہ ہوں اور اسلام اور پاکستان کے مفاد کو ہر بات پر مقدم رکھیں۔

### پاکستان کا مروجہ عدالتی نظام

لاہور ہائی کورٹ کے محترم جج جسٹس ظلیل الرحمن مدے نے روزنامہ جنگ لندن ۱۳ جون ۱۹۹۹ء کی رپورٹ کے مطابق وکلاء کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارا عدالتی نظام مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے اور اگر اس نظام کے ساتھ جج صاحبان اور وکلاء کی روزی واپست نہ ہوتی تو یہ کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ جسٹس موصوف کا کہنا ہے کہ اس نظام سے عام آدمی کو ریلیف اور انصاف نہیں ملتا اور لوگوں کا اس سسٹم سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ مروجہ عدالتی نظام برصغیر میں مثل اقتدار کے خاتمے کے بعد برطانوی حکمرانوں نے نوآبادیاتی مقاصد کے لیے رائج کیا تھا۔ اور جب تک اسے نافذ کرنے والے حکمران خود موجود رہے، یہ نظام ان کے مقاصد پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اس لحاظ سے امن عامہ کے قیام و اہتمام میں بھی ایک حد تک مفید رہا کہ اسے نافذ کرنے اور چلانے والے اس کے ساتھ مخلص تھے اور یہ سسٹم ان کے فلسفہ اور ترجیحات کے ساتھ ہم آہنگ تھا مگر قیام پاکستان کے بعد اس نظام کی افادیت کیلئے ختم ہو کر رہ گئی کیونکہ جن عوام پر یہ نظام نافذ تھا، ان کی تو اس کے ساتھ پہلے ہی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اب اس سسٹم کو چلانے والے عناصر کی بھی اس نظام کے ساتھ صرف اس حد تک کٹ منٹ باقی رہی کہ یہ ان کے مفادات کی حفاظت کرتا رہے اور مراعات کے حصول کا ذریعہ بنا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نوآبادیاتی عدالتی نظام معاشرہ میں جرائم کے خاتمہ اور امن وامان کے قیام کا ذریعہ بننے کے بجائے بد عنوانی، نا انصافی، رشوت ستانی اور نا اہلی کی آبادی کا بن کر رہ گیا ہے اور لاقانونیت اور جرائم میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

اس عدالتی نظام کی ناکامی پر ایک عرصہ سے بحث کچھ کما اور لکھا جا رہا ہے جسے جسٹس مدے نے ذرا صاف لہجے میں دہرا دیا ہے ورنہ یہ ناکامی کسی سے ڈبھی چھپی نہیں اور ہر باشعور شہری اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ مگر اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ نظام کی ناکامی کا ورد کرتے رہنے کے بجائے اس کی تبدیلی کے لیے ٹھوس پیش رفت کی جائے اور جس مقصد کے لیے آزادی کی جنگ لڑی گئی تھی اور پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اسلام کا علوانہ نظام نافذ کا اہتمام کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر نہ معاشرہ جرائم اور لاقانونیت سے نجات حاصل کر سکے گا اور نہ ہی پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان بن پائے گا۔

### این جی اوز کا مطالبہ

حکومت پاکستان نے بعض اخباری اطلاعات کے مطابق این جی اوز یعنی (نان گورنمنٹ آرگنائزیشن) کے خلاف کارروائی شروع کر دی ہے اور سرکاری حلقوں کے بقول اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں پر پابندی لگانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

یہ غیر سرکاری تنظیمیں عوامی فلاح و بہبود، صحت، تعلیم اور رفاه عامہ کے دیگر کاموں میں عوام کی خدمت کے عنوان سے کام کرتی ہیں۔ انہیں بین الاقوامی ادارے اس نام سے خطیر رقم فراہم کرتے ہیں اور پاکستان میں ایسی تنظیموں کی تعداد ہزاروں میں بیان کی جاتی ہے مگر حکومتی حلقوں کا کہنا ہے کہ ان میں سے بہت سی تنظیمیں جعلی ہیں جن کا وجود صرف بورڈ یا لیٹر پیڈ تک محدود ہے اور وہ صرف اس کام سے لاکھوں روپے کی رقم بنورنے میں مصروف ہیں جبکہ عملاً کام کرنے والی تنظیموں میں ایک بڑی تعداد ایسی تنظیموں کی ہے جو عیسائیت کی تبلیغ، انسانی حقوق کے نام پر اقلیتوں اور عورتوں کو اسلامی احکام کے خلاف ورغلانے، ملکی سالمیت و وحدت کے خلاف علاقائی اور لسانی عصبیتوں کے نام پر فضا ہموار کرنے اور اسلامی احکام و قوانین کے خلاف عوام میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے کام کر رہی ہیں حتیٰ کہ پنجاب کے وزیر پیر محمد بنیامین رضوی کے بقول بعض تنظیموں کے ایجنڈے میں یہ بات شامل ہے کہ عوام میں ملک کے دفاع کے لیے اخراجات میں کمی کا ذہن پیدا کیا جائے اور فوج کا سائز کم کرنے کے لیے فضا ہموار کی جائے۔

اس پس منظر میں حکومت نے اگر ان تنظیموں کے معاملات کی تحقیقات اور اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا ہے تو یہ یقیناً خوش آئند فیصلہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی این جی اوز کی ملک گیر تنظیم آل پاکستان این جی اوز ایسوسی ایشن (اپنا) کے نام سے سامنے آگئی ہے اور اس کا ایک مطالبہ اخبارات میں آیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کسی این جی اوز کے خلاف اس وقت تک کارروائی نہ کی جائے جب تک اس تنظیم یعنی ”اپنا“ کو اعتماد میں نہ لے لیا جائے۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کسی بھی کیس کا فیصلہ ”اپنا“ کی مقرر کردہ کمیٹی کے ساتھ مل کر کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس مطالبہ میں کوئی معقولیت نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ این جی اوز اپنے معاملات کی تحقیقات اور اپنے خلاف کارروائی میں جج کا منصب بھی خود ہی حاصل کرنا چاہتی ہیں اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے عزیز مصر کی بیوی نے حضرت

ڈاکٹر محمد قاسم ضیاء (ڈی ایچ ایم ایس)

سے کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہو کر علاج و مشورہ پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

### مرض اور پرہیز

بیماری کے دوران چائے، کافی، بازاری بوتلوں کا پانی، ہر قسم کے محرکات، تمباکو، مٹھائیاں، مصالحہ دار غذاؤں، ٹین پیک مشروبات جو کہ معز صحت ہوتے ہیں، سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ ہر اس چیز سے جو طبیعت کے خلاف ہو، لازماً پرہیز کرنا چاہیے۔ البتہ دودھ، چاول، تازہ سبزیاں، پھل حسب حالت اور حسب خواہش معالج کی ہدایت کے مطابق استعمال کرنے چاہیں۔

مزمن امراض میں غذا کا صرف ایک اصول ہے کہ موافق طبیعت سب کچھ کھاؤ اور غیر موافق سے قطعی پرہیز کرو۔

نوٹ: ہو میو ڈاکٹر محمد قاسم ضیاء نے قارئین کے خطوط کا جواب دینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اگر آپ بھی کسی مرض کے بارے میں مشورہ چاہیں تو الشریعہ کے ایڈریس پر بمعہ جوابی لفافہ خط لکھ کر مشورہ کر سکتے ہیں۔

## غیر مفید خوراکیوں سے پیدا شدہ امراض

چند بیماریاں ذیل میں درج ہیں جو غیر مفید خوراکیوں کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہیں۔

خوراک کوئی بھی ہو، وہ غیر مفید نہیں ہوتی بلکہ اسے استعمال کرنے کے طریقہ کار میں تبدیلی کر کے اس کو مفید یا غیر مفید بنایا جاسکتا ہے۔ غیر مفید خوراک سے مراد ہے کہ اس میں سے ضروری نمک ہم اپنی بے وقوفی سے ضائع کر دیتے ہیں جن نمکیات کی موجودگی ہماری صحت کو تادیر قائم رکھنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ ایسے طریقوں سے تیار ہونے والی غیر مفید خوراکیوں سے جو امراض جنم لیتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

۱- عام طور پر ہر فرد بشر کے دانتوں کا کمزور ہونا، یعنی درد کرنا اور ماس خورہ وغیرہ۔

۲- سر سے بالوں کا گرنا، یعنی گنجا پن۔

۳- سطح جسم کی بیماریاں مثلاً کھجلی، پھنسیاں، پھوڑے، جلدی امراض کا ہونا۔

۴- اعصابی امراض یعنی مایوگیا، اختلاق الرحم وغیرہ۔

۵- قبل از وقت جسمانی کمزوری، دماغی کمزوری۔

۶- جوانی کے وقت میں بڑھاپے کے آثار کا نمایاں ہو جانا۔

یہ بات رات دن آپ کے مشاہدے میں آتی ہوگی کہ غریب لوگ بہ نسبت امراء اور درمیانے درجہ کے طبقے کے لوگوں کی صحت مند اور ہشاش بشاش ہوتے ہیں اور وہ مضبوط جسموں کے مالک ہوتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ وہی ہے یعنی سلوگی۔ وہ لوگ اپنی زندگی سادہ خوراک، پوشاک اور اپنا وقت محنت مشقت میں گزار دیتے ہیں۔ ان کا تمام وقت روزی کمانے میں گزرتا ہے۔ کہیں شام کو وہ اپنے گھر پہنچتے ہیں، اس تھوڑے سے وقت میں اور ذرا سی پونجی میں جو وہ کما کر لاتے ہیں کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ عیاشی اور نفاست کو مد نظر رکھ سکیں۔ گویا کہ وہ زمانہ موجودہ کے تمدن سے ناواقف ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ قدرتی سیدھے اور صحیح راستے پر چلتے ہیں اور قدرت کا نشا لا علمی میں پورا کر رہے ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کے ہم آرزو مند ہوتے ہیں، قدرت انہیں وہی چیز تھوڑے داموں میں بخش دیتی ہے یعنی وہ اپنی لاعلمی میں قدرت کے اصل اصول غذا پر کاربند ہوتے ہیں۔ اور ہم مشین کے باریک آٹے اور مرغن گوشت اور سبزی، چشنیوں، اچار مصالحوں کے چکر میں پھنس کر زندگی کے اصول سے دور جا نکلتے ہیں۔ یعنی ہم دانستہ قدرت کا مقابلہ کرتے ہیں اور قدرت کی عطا کردہ نعمتوں کو ضائع کر کے استعمال کرتے ہیں۔ حکماء اور ڈاکٹر حضرات

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے عملی نفاذ کے لیے  
انتخابی اور گروہی سیاست سے الگ تھلگ رہتے ہوئے

رائے عامہ کی بیداری، علماء و کارکنوں کی ذہن سازی اور دینی حلقوں میں رابطہ و مفاہمت کا فروغ

## پاکستان شریعت کونسل

کا مقصد قیام اور اساسی ہدف ہے اور کسی بھی دینی و سیاسی جماعت سے وابستہ حضرات اس میں شامل ہو کر فکری، نظریاتی اور علمی جدوجہد میں حصہ  
لے سکتے ہیں۔ البتہ پاکستان شریعت کونسل کے دستور میں صرف اتنی شرط عائد کی گئی ہے کہ اس کا کسی بھی سطح کا امیر یا جنرل سیکرٹری کسی دوسری  
جماعت کا عہدہ دار نہیں ہوگا۔

ملک بھر میں پاکستان شریعت کونسل کی رکن سازی جاری ہے

فارم رکنیت اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل حضرات سے رابطہ کریں

پنجاب	مولانا قاری جمیل الرحمن اختر	مسجد امن باغبانپورہ۔ جی ٹی روڈ۔ لاہور
سندھ	مولانا سیف الرحمن اراکین	جامعہ مفتاح العلوم۔ سائٹ ایریا۔ حیدر آباد
سرحد	مولانا حفیظ الرحمن المدنی	جامعہ معراج العلوم۔ ہون
بلوچستان	مولانا نخی داد خوستی	بین مسجد۔ شیخ آباد۔ ژوب
آزاد کشمیر	مولانا عبدلحی	مدنی مسجد۔ دھیر کوٹ۔ ضلع باغ
اسلام آباد	مولانا قاری میاں محمد نقشبندی	جامع مسجد سیدنا ابراہیم۔ واپڈا کالونی۔ H/8

اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ نفاذ اسلام کے حوالہ سے لوگوں کی ذہن سازی علماء کرام اور دینی کارکنوں کی فکری و عملی  
ترتیب اور اسلام دشمن قوتوں اور اداروں کی سرگرمیوں کی نشان دہی اور تعاقب کی ضرورت ہے تو ہمارے ساتھ اس  
جدوجہد میں شریک ہوں اور اپنی صلاحیتوں، توانائیوں اور وسائل کے ساتھ اسے آگے بڑھائیں۔

منجانب: مولانا فداء الرحمن درخواستی، امیر

پاکستان شریعت کونسل

ایوعمار زاہد الراشدی، سیکرٹری جنرل

جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن 11-C-T نارتھ کراچی  
مرکزی جامع مسجد۔ پورٹ ہس ۳۳۱۔ گوجرانوالہ

REGD. NO.

CPL 368

Fortnightly

**AL-SHARIA**

Gujranwala

E-mail

alsharia@paknet4.ptc.pk

----- زیر سرپرستی -----  
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر  
----- زیر نگرانی -----  
مولانا زاہد الراشدی

## الشریعہ اکیڈمی

ہاشمی کالونی، کنگنی والا، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

### ☆ مجوزہ تعلیمی پروگرام ☆

- پرائمری پاس بچوں اور بچیوں کے لیے پانچ سالہ کورس جس میں حفظ قرآن کریم، عربی گرامر کے ساتھ ترجمہ قرآن پاک، دیگر ضروری دینی تعلیم، میٹرک کی تیاری اور کمپیوٹر ٹریننگ شامل ہیں۔
- درس نظامی کے فضاء کے لیے ایک سالہ تربیتی کورس جس میں تقابل ادیان و نظریات، تاریخ اسلام، اسلامی نظام حیات، کمپیوٹر ٹریننگ اور تحریر و تقریر کی مشق کے ساتھ ثان میٹرک فضاء کو میٹرک کی تیاری اور میٹرک پاس فضاء کو ایف اے کی تیاری کا پروگرام شامل ہے۔
- عام شہریوں بالخصوص وکلاء، تاجروں اور طلبہ کے لیے روزانہ مغرب سے عشاء تک قرآن کریم یا ترجمہ، ضروریات دین اور عربی زبان کی تعلیم کا انتظام
- ضروریات دین، اسلامی تاریخ اور نظام اسلام کے حوالہ سے مختلف موضوعات پر خط و کتابت کورسز کا اہتمام تاکہ باقاعدہ تعلیم کے لیے وقت نہ دے سکنے والے حضرات و خواتین گھر بیٹھے دینی معلومات حاصل کر سکیں۔

### ☆ مجوزہ تعمیری پروگرام ☆

☆ مسجد خدیجۃ الکبریٰ ☆ مدرسہ البنات ☆ دار الاقامہ ☆ لائبریری

الشریعہ اکیڈمی کے مکمل پراجیکٹ کا نقشہ تیار ہو چکا ہے جس کے مطابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے ۶ اپریل ۹۹ء کو سرکردہ علماء کرام اور شہریوں کی موجودگی میں سنگ بنیاد رکھ دیا ہے اور باقاعدہ تعمیر کا آغاز ستمبر میں کیا جا رہا ہے جبکہ تعلیمی پروگرام رمضان المبارک کے بعد شروع کرنے کا ارادہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر اس کار خیر میں شریک ہوں

----- ترسیل زر کے لیے -----

چیک یا ڈرافٹ بنام ”الشریعہ“ اکاؤنٹ نمبر 1260 - حبیب بینک - تھانے والا بازار برانچ - گوجرانوالہ

رابطہ و معلومات کے لیے

(1) عثمان عمر ہاشمی، کلج روڈ، زیڈ بلاک، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ۔ فون 53735

(2) حافظ محمد عمار خان ناصر، مرکزی جامع مسجد (شیرانوالہ بلاغ) گوجرانوالہ۔ فون 219663

(3) فیصل محبوب، سرتاج فین، جی ٹی روڈ، کنگنی والا، گوجرانوالہ۔ فون 272694